درس حدیث

محمد اظہر مدنی

اللہ کے نزدیک پسندیدہ اعمال

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: أحب الناس الی الله أنفعهم للناس، وأحب الأعمال الی الله عزوجل سرور تدخله علیه مسلم، تکشف عنه کربة، أو تقضی عنه دینا، أو تطرد عنه جوعا... (صحیح الترغیب)

اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے محبوب وہ ہے جولوگوں کے لئے نفع بخش ہو،اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اور پیارا عمل یہ ہے کہ کسی مسلمان کے اندر خوشی کے اسباب پیدا کردیئے جائیں۔(کوئی ایسا عمل کیا جائے کہ وہ اپنے سامنے والے کے عمل سے خوش ہوجائے)اس سے کوئی تکلیف دور کردی جائے ،قرض کی ادائیگی کردی جائے اور بھوکے کو کھانا کھلا کر اس کی بھوک کو ختم کردیا جائے۔

یہ حدیث ہم مسلمانوں کو اچھے اعمال کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔اچھے اعمال میں کچھ کا تعلق بندوں سے ہے اور کچھ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔جیسے کہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہے اور اسلام کے ان ارکین کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خوش ہوتا ہے۔

کچھ اعمال کا تعلق اللہ کے بندوں کا اللہ کے بندوں سے ہے۔اور اس کا تعلق خدمت خلق سے ہے اس سے بندہ کے خوش ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دولت دے کر آزماتا ہے کہ دیکھیں وہ بندہ جس کو ہم نے دولت دی ہے وہ ہمارے ضرورت مند بندوں کا کتنا خیال رکھتا ہے۔آج کا ہر انسان مختلف طرح کے مسائل میں گرفتار ہے۔مقروض کے قرض کی ادائیگی کا مسئلہ ہو، بیماری کے علاج کا معاملہ ہو، روزگار کا معاملہ ہو، دنیا کی ایک بڑی آبادی بیماری، بھوک اور روزگار کے مسائل سے دوچار ہے۔ایسے لوگ تعاون اور نظر عنایت کے مستحق ہیں۔اللہ نے جس کو دولت دی ہے وہ اپنے ضرورت مند بھائیوں کی مدد کرکے ان مسائل سے نجات دلا سکتے ہیں۔کوئی بیمار ہے تو اس کی بیماری کا علاج کرواسکتے ہیں۔کسی مصیبت میں ہے تو اس کی مصیبت کو دور کرنے کی کوئی سبیل نکال سکتے ہیں۔کوئی بے روزگار ہے تو اس کو روزگار دلانے میں مدد کرسکتے ہیں،کوئی قرض دار ہے تو اس کی قرض کی ادائیگی میں مدد کرسکتے ہیں۔اس کے علاوہ بھی اللہ کے بندوں کو خوش کرنے کے مختلف ذرائع اور راستے ہیں۔غربت کہاں نہیں ہے۔کتنے ایسے لوگ ہیں جو غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کو معیاری تعلیم نہیں دے پارہے ہیں۔نیک آرزوئیں ہیں لیکن ان آرزوؤں کو پوری کرنے کے لئے وسائل کی قلت کے سبب پوری نہیں کرپارہے ہیں۔

ایسے بے حال لوگوں کی ضرورتوں اور نیک آرزوؤں کو پوری کرکے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے۔یہ سب نیک عمل رحم دلی اور خدمت خلق کے زمرے میں آتے ہیں۔ایک موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جولوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر بھی رحم نہیں کرتا۔آج بھی مسلم معاشرہ کی سماجی، اقتصادی اور تعلیمی صورت حال انتہائی کربناک ہے۔روزگار ہے تو گھر نہیں، گھر ہے تو روزگار نہیں، اعلیٰ تعلیم کی آرزو ہے لیکن وسائل کی قلت ہے۔سچر کمیٹی نے مسلمانوں کی سماجی، تعلیمی اور اقتصادی صورت حال کے بارے میں جو رپورٹ دی ہے وہ ہمارے لئے خاص طور سے دولت مند حضرات کے لئے ایک آئینہ کی طرح ہے۔ضرورت ہے کہ صاحب ثروت حضرات غریبوں اور ضرورت مندوں کی تعلیمی، معاشی، سماجی اور اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کیلئے ہر ممکن قدم اٹھائیں۔ یہ اللہ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ اعمال ہیں۔عید کے ایام میں خصوصی طور پر فقراء ومساکین کی مدد ضرور کریں۔ایسے موقع پر ان کی نظریں صاحب ثروت حضرات پر ہوتی ہیں صاحب ثروت حضرات ایسے حاجت مندوں کی مدد کرکے اللہ کا تقرب حاصل کرسکتے ہیں جو کسی وجہ سے غربت کے آخری پائیدان پر کھڑے ہیں جس کی وجہ سے اس موقع پر قربانی کا اہتمام نہیں کرپاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس حدیث پر عمل کرنے اور زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کی توفیق عطا فرمائے۔وصلی اللہ علی النبی

☆☆☆

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

فریضۂ حج کی ادائیگی میں نظم ونسق کی پابندی

نظم ونسق کی پابندی اور قوانین وضوابط کا پاس ولحاظ دین اسلام کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے، جو ایک مومن صادق کی زندگی کے ہر ہر مرحلہ اور ہر ہر میدان میں مطلوب ہے۔ عبادات ہوں یا معاملات، معاشیات ہوں یا سیاسیات، معاشرت ہو یا عمرانیات یا تعلقات عامہ سب کے سب نظم ونسق اور قوانین وضوابط سے مربوط ہیں۔ اللہ کے پیارے رسول محمد ﷺ کی حدیث ہے " ان اللہ تعالیٰ یحب اذا عمل احدکم عملا ان یتقنه" (بیہقی، شعب الایمان) اللہ تعالی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تمہارا کوئی بھی کام عمدگی اور سلیقہ مندی سے ہو۔

قرآنی آیات، ذخائر احادیث اور اسلامی سیر وتاریخ میں جا بجا اس کی تبلیغ وتفہیم اور تعریف وتحسین کی گئی ہے اور اس کی اہمیت وضرورت اور معنویت کو آشکارا کیا گیا ہے۔ واقعہ معراج جو گردوں پر عالم بشریت کی حکمرانی کا استعارہ ہے، اس میں بھی نظم ونسق اور قانون وضابطہ کو برتنے کی بھرپور تلقین وتعلیم موجود ہے۔ خاص طور سے یہ حقیقت اس وقت اور زیادہ طشت از بام ہو جاتی ہے جب رسول اللہ ﷺ اس جسمانی وروحانی سفر میں آسمانِ دنیا کے دروازے پر پہنچتے ہیں تو آپ کے دلیل سفر حضرت جبریل جیسے مقرب بارگاہ الٰہی فرشتے کو اس میں داخل ہونے سے روک دیا جاتا ہے اور ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ کون ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ میں جبریل ہوں، پھر سوال ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جواب دیا گیا کہ محمد ﷺ ہیں، مزید سوال ہوتا ہے کہ کیا ان کو بلایا گیا ہے، جواب دیا جاتا ہے کہ ہاں، پھر آپ کا "مرحبا به فنعم المجئی جاء" (خوش آمدید! کتنے ہی مبارک ہیں آنے والے) کہہ کر والہانہ استقبال ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت جبریل کو ساتوں آسمانوں پر اسی نظم وقانون سے گزرنا پڑتا ہے۔ (بخاری)

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

مولانا محمد خورشید عالم

مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی　مولانا شہاب الدین مدنی　ڈاکٹر سعید احمد مدنی

مولانا اسعد اعظمی　مولانا طہ سعید خالد مدنی　مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
دین اسلام کے چند امتیازات وخصوصیات	۷
حقیقت توحید اور بعض شبہات کا رد	۱۳
ایثار وقربانی	۱۵
بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم	۱۸
اللہ کن لوگوں سے محبت کرتا ہے؟	۲۰
پختہ قبر کی شرعی حیثیت	۲۶
ہمارا ماحول اور آلودگی	۲۸
ابن احمد نقوی کے انتقال پر تعزیتی خطوط	۳۰
اشتہار: بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم	۳۱
اپیل	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ______ ۱۵۰/روپے

فی شمارہ ______ ۷/روپے

پاکستان ______ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

ذرا غور کریں کہ حضرت جبریل علیہ السلام اپنی تمام تر خصوصیات اور اعلیٰ مقام ومرتبہ کے باوجود اپنے رعب وداب، اثر ورسوخ اور بارگاہ الٰہی میں تقرب کا دعویٰ ودلیل کے بغیر کس طرح ساتوں آسمان کے نظم ونسق اور قانون وضابطہ کی مکمل پابندی کرتے نظر آتے ہیں؟

نظم ونسق کے پابند صرف مقرب ترین فرشتے جبریل امین وغیرہ ہی نہیں بلکہ تمام فرشتے ہیں جیسا کہ ارشادات باری تعالیٰ ''وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا'' (الصافات: ۱) ''قسم ہے (عبادت کے لیے سلیقہ سے) صف بستہ کھڑے فرشتوں کی) اور ''وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ'' (التحریم: ۶) فرشتوں کو جو حکم دیا جاتا وہ اسے بجالاتے ہیں) میں بیان ہوا ہے۔

عبادتوں میں نماز جو کہ مومنوں کی معراج ہے اس میں بھی نظم ونسق کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہے کہ ''سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوۃ'' (بخاری) اپنی صفوں کو درست کرو اس لیے کہ صفوں کی درستگی سے ہی اقامت صلوۃ ہوتی ہے۔

امامت صلاۃ بھی انتہائی نظم ونسق کی تعلیم دیتی ہے کہ امام اگر بھول جائے تو اس کو لقمہ دینے کے باوجود اس کی پیروی لازم ہوتی ہے۔

روزے کی کتنی اہمیت ہے اس سے ہر کوئی واقف ہے کہ اللہ تعالی اس کی اہمیت کے پیش نظر اور کمال انعام ونوازش کے طور پر اس کا بدلہ خود دے گا۔ اس میں بھی بعض جائز امور پر پابندی لگا کر نظم ونسق کا خیال ولحاظ رکھنے کی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے۔

معیشت کو استحصالی سرمایہ دارانہ نظام اور جارح اشتراکیت کی خونیں کشمکش سے بچا کر نظم ونسق اور اعتدال پر استوار کیا گیا ہے کہ ''توخذ من اغنیاء ھم وترد الی فقراء ھم''۔ (بخاری) مال زکوۃ مالداروں سے وصول کیا جائے گا اور غریبوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

تجارتی امور کو انارکی اور بدنظمی سے پاک رکھنے کے لیے حکم ہوا ''لا یسم المسلم علی سوم اخیہ'' (مسلم) کوئی مسلم کسی مسلمان کے سودے پر سودا نہ کرے۔

اسی طرح حسن معاشرت کے آداب میں سے ایک ادب یہ بتایا گیا کہ تم کسی کے گھر یونہی منھ اٹھا کر نہ چلے جاؤ بلکہ اس کے دروازے پر پہنچ کر پہلے سلام کرو، پھر اجازت طلب کرو اور اجازت ملنے کی صورت میں ہی کسی کے گھر میں داخل ہو۔ (ابوداؤد)

یہ سارے خطابات کن لوگوں سے ہو رہے ہیں؟ ان نفوس قدسیہ سے جو نبی ﷺ کے ہر حکم پر جان نثار کرتے ہی نہیں بلکہ ہر حکم پر کان دھرے رہتے تھے اور جن کے بارے میں نبی ﷺ کے ادنی حکم سے سرمو انحراف کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

معلوم یہ ہوا کہ عبادات ہوں یا معاملات یا معاشرت ومعیشت ہر معاملے میں نظم ونسق اور قانون وضابطہ کی پابندی ضروری ہے۔ اگر اپنے ملک میں ہوں تو اس میں بھی اس کو ملحوظ رکھنا چاہئے اور بیرون ملک میں ہوں تب بھی اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

موسم حج ہم پر سایہ فگن ہے اور اللہ نے جن مستطیع بندوں کو اپنے بیت عتیق کے حج کی سعادت بخشی ہے وہ دنیا کے ہر کنارے سے جوق در جوق اور افتاں وخیزاں مکہ چلے آرہے ہیں۔ کیوں کہ حج کی اہمیت وفضیلت بے شمار ہے۔ اس میں مومن حضور قلب کے ساتھ اپنے پالنہار سے دعا ومناجات کرتا ہے، اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، وہ بے شمار دنیوی واخروی منافع حاصل کرتا ہے، اس کے ایک ایک عمل کا اجر وثواب ہزاروں گنا بڑھ جاتا ہے اور ایک حاجی حج کر کے جب واپس لوٹتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہوتا ہے کہ گویا اس کی ماں نے اسے اسی دن جنم دیا ہو۔ ایک مومن صادق کے دل میں جاگزیں حج کے شوق ومحبت کو دیکھتے ہوئے ہر ملک میں حکومت کی طرف سے اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے انتظامات کیے جاتے ہیں اور نظم وقانون بنائے گئے ہیں۔ اسی طرح حرمین شریفین کے خدام اور ضیوف الرحمٰن کے میزبانوں نے بھی حجاج کے حسن استقبال، مناسک حج کی پرامن ادائیگی اور راحت وآرام کے لیے جدید سہولیات سے لیس انتظامات کر رکھے ہیں اور امن وشانتی اور اخوت وبھائی چارہ کے ماحول میں مناسک حج وعمرہ کی ادائیگی کے لیے ضابطے بھی مقرر ہیں، ان کا پاس ولحاظ ہر حاجی کے لیے شرعی واخلاقی طور پر ضروری ہے۔ حاجی جس ملک سے بھی چلیں وہ روانگی سے لے کر واپسی تک امن وقانون کا پاس ولحاظ رکھیں۔ حجاج کو وداع کرنے کے نام پر نہ امن وقانون کو ہاتھ میں لیں، نہ ہڑدنگ مچاتے پھریں اور نہ ہی ٹریفک نظام کو درہم برہم کرنے کی کوشش کریں۔ اور آپ یہ ہرگز

نہ بھولیں کہ آپ ایک روحانی سفر پر نکلے ہیں، آپ کا یہ سفر سراپا عبادت اور خوشنودئ مولیٰ کے لیے ہے۔ آپ کسی ریلی، احتجاج یا ناموری کے لیے نہیں نکلے ہیں۔

اسی طرح جب حج بیت اللہ کا عزم محکم ہوجائے تو سب سے پہلے سفر حج کے لیے ضروری قانونی اور انتظامی امور کی تکمیل کرلیں۔ ان میں سب سے اہم کام حج کے لیے تصریح (پرمٹ) اور ویزہ کا حصول ہے۔ حج ویزا یا تصریح کے بغیر ہرگز ہرگز سفر حج نہ کریں۔ کیوں کہ یہ ایک دینی، اخلاقی اور دستوری غلطی اور بسا اوقات جرم ہے۔ ذرا بتائیں تو سہی کہ آپ نظم وضبط کو درہم برہم کرکے، قانون کو ہاتھ میں لے کر، بیجا بھیڑ بھڑکا کرکے، اپنے بھائیوں کو تکلیف دے کر اور انتظامیہ کو زک پہنچا کر آخر کونسی عبادت کرنا چاہتے ہیں؟ اللہ کے لیے ایسا ہرگز نہ کریں۔ اگر آپ نے ایسی ترکیب نکال ہی لی ہے کہ انتظامیہ کی آنکھ میں دھول جھونک دیں گے اور پکڑے نہ جائیں گے، تو یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ آپ جس اللہ تعالیٰ کے لیے یہ مقدس سفر کررہے ہیں، حج جیسی گناہوں سے پاک صاف کرنے والی عبادت کرنے والے اور قدم قدم پر اور لمحہ لمحہ رب کی رضا چاہنے والے ہیں اور لبیک اللھم لبیک پکارنے والے ہیں وہ اللہ اس طرح کی بدنظمی، قانون شکنی اور دھوکہ دھڑی کو پسند نہیں کرتا ہے۔ اس طرح کے ناروا تصرفات حج کی روح کے منافی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے پیارے جانباز صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ کے حکم سے سنہ ۶ ہجری میں عمرہ کے لیے مدینے سے نکلے تھے، لیکن مکہ والوں نے روک دیا۔ چنانچہ حق پر ہونے کے باوجود اور سب سے مبارک سفر ہونے کے علی الرغم خیر وبرکت اور خطے میں پائیدار امن کی آس وامید میں عمرہ ادا کیے بغیر مدینہ واپس لوٹ آئے، بعض صحابہ کو یہ اٹ پٹا سا لگا کہ اس قدر دب کر مشرکوں سے معاہدہ کیوں ہورہا ہے لیکن ان کی سلیقہ مندی اور نظم کی پابندی دیکھیے کہ کسی کو مجال حکم عدولی نہ رہی اور تاریخ کی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ ان ستودہ صفاتوں کا عمرہ کیے بغیر واپس آنا فتح مبین کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

مشرکین مکہ نے شدت عداوت ودشمنی کی تپش میں کباب ہوکر اور اللہ کے راستہ سے موحدین کو روکنے کے لیے ظالمانہ موقف اختیار کیا تھا، لیکن یہاں تو معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہاں تو کتاب وسنت کی اساس پر استوار مملکت کی طرف سے امن وشانتی کے سائے میں بسہولت مناسک حج ادا کرانے کی غرض سے ضوابط وقوانین مقرر کیے گئے ہیں، لہذا ان کی پابندی شرعا واخلاقا ناگزیر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو اس بیت عتیق کی خدمت سونپی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کے استقبال وضیافت کے لیے رات دن ایک کیے ہوئے ہیں۔ وہ انہی کی نیند سوتے ہیں اور انہی کی نیند جاگتے ہیں، بلکہ رحمان کے مہمانوں حجاج کرام کی خاطر سوتے ہی نہیں۔ چلچلاتی دھوپ، سخت بارش اور آندھی وطوفان میں بھی وہ آپ کی سہولت کے لیے اور آپ کے تمام ارکان اور مناسک حج کو امن وشانتی کی فضا میں ادا کرانے کے جذبے سے جٹے رہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ عام طرق مکہ مکرمہ وجدہ کے علاوہ مشعر حرام اور اماکن حج میں جہاں لاکھوں لوگ بیک وقت جمع رہتے ہیں، آپ کو کوئی رکاوٹ نہ آئے اور آپ وقوف منی، عرفات ومزدلفہ اور قربانی، حلق وتقصیر اور طواف وسعی اچھی طرح سے وقت پر کرلیں۔ ظاہر بات ہے کہ یہ سب انتہائی درجہ حسن ترتیب وتنظیم اور چوکس نظم وضبط کے متقاضی ہیں۔ ٹریفک سے لے کر آمدورفت اور نشست وبرخاست ہر حال میں میانہ روی اور تعاون باہمی کے خواستگار ہیں۔ آپ کے کمرے میں یا بس اور خیمے میں اگر ایک آدمی اکسٹرا داخل ہوجاتا ہے تو آپ خلل، مداخلت اور ڈسٹربنس اور حرج محسوس کرتے ہیں، کھانے اور دیگر اوقات میں صف بندی کرنے اور لائن لگانے میں ایک آدمی کو برداشت کرنے میں مشکل پیش آتی ہے، حالانکہ وہ آپ کے عرفاتی اور حاجی بھائی ہیں۔ تو پھر آپ تصور کریں کہ آپ بلا تصریح، بلا پرمٹ اور بلا حج ویزا جب ہزاروں کی تعداد میں گھس آتے ہیں تو اس کے کس قدر اور کس طرح ہمہ جہت اثرات مرتب ہوتے ہوں گے۔ جب عام حالت میں ایک آدمی اچانک روڈ پر آجاتا ہے یا وہ سڑک سے نہیں ہٹتا ہے تو ٹریفک جام ہوجاتا ہے، تو پھر ایسی مخصوص جگہ اور حالت میں جب اور جہاں لاکھوں لوگوں کو سنبھالنا اور وقت پر لے جانا اور لے آنا ہوتا ہے وہاں پر صورت حال کو کنٹرول کرنا، بلا رکاوٹ لاکھوں لوگوں کو حج کے مناسک ادا کرانا اور سب کو ان کی منزلوں تک بحفاظت وسہولت پہنچانا کس قدر دشوار کن امر بن جائے گا۔ جب سالہا سال کے تجربے اور پورے سال وزارت حج سمیت ساری منسٹریاں ہی نہیں بلکہ پوری حکومت اسی انتظامی ادھیڑ بن اور انتظام کی فکر میں لگی رہتی ہے اور بہتر طور پر

ان تمام بے شمار مسائل اکل وشرب ، طعام و قیام ، آمد و رفت، ادائیگی مناسک،فرائض و واجبات اور مستحبات، صفائی وستھرائی اور ہر طرح کا اطمینان وسکون اور ہر طرح کی لڑائی اور دنگا سے دور فضا میں آپ کو پرسکون اور روح پرور ماحول میں عبادت کا موقع فراہم کرنے کے لیے کوشاں رہتی ہے اوران سب کو بہتر سے بہتر طور پرانجام دینے کے لیے ہرانسانی طاقت وقوت کواجتماعی و انفرادی اورحکومتی وعوامی طور پرجھونک کربھی مزید بہتری کے لیےفکرمندرہتی ہے اوران سب میں حفظان صحت کے تمام اصولوں اورترکیبوں کو بروئے کارلانے میں منہمک وسرگرداں رہتی ہے۔ایسے میں آپ کی یہ زیادتی وقانون شکنی اوراس میں بلا ویزا، بلاتصریح اور بلا اجازت کے انٹری کی تو کیا کچھ پرابلم اورمشکلیں کھڑی نہ کردے گی؟ اس لیے براہ کرم آپ سعودی عرب کے اندر ہوں یاباہر ایسی جرأت بیجا سے باز آیئے، اپنے رویہ میں تبدیلی لایئے اور دین وایمان، شریعت وقانون اورمصلحت وخیرخواہی امت کالحاظ رکھتے ہوئے اصول وضوابط پرکاربند ہوجایئے۔ہمیں خوب معلوم ہے کہ جولوگ چوری چھپے ہزارجتن کرنے کے بعد بلاویزاوتصریح حج کرتے ہیں ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جو بار بار حج کرنے کے عادی ہیں۔ یا یہ وہ لوگ ہیں جن کو اس طرح کے لوگ یا ایجنٹ ورغلاتے اورابھارتے ہیں،ورنہ عام حج کرنے والے حضرات اگرکچھ دنوں تک صبرکریں توان کوکم ازکم زندگی میں ایک بارحج کرنے کا چانس ضرورمل جاتا ہے۔ حج کمیٹیاں،حکومتیں اورمتعلقین اس پرنظررکھتے ہیں۔اورسب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس کا کوئی نہیں ہےاس کا ادائیگی فریضہ حج کے لیےاللہ جل شانہ کافی وافی ہیں۔ساری دنیا کوآپ بےسروسامانی اوربے یاری ومددگاری کے باوجود مسخر اور ہموارکرسکتے ہیں۔اگرحج کی نیت ہےاورآپ اس کا شوق فراواں لیے ہوئے ہیں تواللہ سے امید رکھیں اورغلط راہ اورطریقہ اپنانے سے بچیں۔وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَـجْـعَلْ لَّـهٗ مَـخْـرَجًـا ''(الطلاق:۲)''جوشخص اللہ سے ڈرتا ہےاللہ اس کی مشکلات سے نکلنے کی شکل نکال دیتا ہے''اورکس کواس مقدس جگہ پر جانے اور اس کے خیرات وبرکات اوراجروثواب سے بہرور ہونے کا انتہائی جذبہ وشوق نہیں ہے؟ کونسا سینہ ہے جس میں یہ جذبہ صادق موجزن نہیں ہے؟ کس دل میں اس کو پالینے کی تڑپ نہیں ہے؟ کونسی آنکھ ہے جواس کے دیدار کے لیے نہیں ترس رہی ہے؟ اورکونسی پیشانی ہے جواللہ تعالیٰ کے لیےاوراللہ کے سامنے اس کی اس مبارک سرزمین پرسجدہ ریز ہونے کے لیے بےچین نہیں ہے؟حق تو یہ ہے کہ زبان حال سے ہرمومن یہی کہتا رہتا ہے:

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

عزیزو! ہردل کی آوازیہی ہےاوروہ اللہ سینوں کے اندر کے بھیداورآواز بھی سنتااورجانتا ہے وہ ضروراسے پوری کرے گا،شرط یہ ہے کہ امید واثق رکھیں اورغیرقانونی طریقہ اورغلط راہ اپنانے سے بچیں۔

مختصر یہ کہ اپنے وطن مالوف کی طرح بلادحرمین میں بھی حج کی روح کو برقراررکھیں۔اپنے قول وعمل سےامن وقانون کے لیےخطرہ نہ بنیں۔ ہر ہرقدم پرسلیقہ مندی اورڈسپلن کوملحوظ خاطر رکھیں۔ بالغ نظرحکام،فرض شناس انتظامیہ اور سرفروش رضا کاروں کا تعاون کریں۔ٹریفک نظام کی پابندی کریں۔ انسانیت نوازاورعوام دوست مملکت سعودی عرب نے حجاج کی سہولت کے لیے مقامات حج اور مشاعرمبارکہ کی جوحیرت انگیزتوسیع کی ہے،اس کی ساری مشنریاں،ہیئات ومجالس،وزارتیں خصوصاوزارت حج جس طرح اس کے لیے وقف ہیں اورجس قدردیگراقدامات کےذریعہ حج کی ادائیگی کوآسان اور پرامن بنادیا ہےاس کے لیےاللہ کے بعداس حکومت اوراس کے حکام وعوام کے شکر گزارہوں۔یادرکھیں کہ آپ کے ایک غیرذمہ دارانہ رویے کی وجہ سےآپ کا مبارک سفراکارت ہوسکتا ہےاوربڑی بدنظمی،فساد،فتنہ اوردوسروں کی پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔ جب کہ نظم ونسق کی اورامن وقانون کی پابندی اور بحث و جدال سے دوری کی وجہ سےآپ کا حج، حج مبرور ہوجائے گا،جس کا بدلہ جنت ہے۔حج زندگی کے ہرمرحلےاورگوشے میں خواہ خانگی ہو،ملی ہو یا سماجی ہو،ہمیں نظم وضبط،اصول پسندی اورقانون کی پاسداری کا درس دیتا ہے۔

ان دنوں آپ سبھی عشرہ ذوالحجہ سے گزررہے ہیں جواللہ کے نزدیک سب سے بہترین ایام ہیں۔ان مبارک ایام کوصحیح طریقے سے کام میں لائیں۔یہ عید سعید آپ کواور پورے ملک وملت اورانسانیت کو بہت بہت مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ اسے بھلائی کا ذریعہ بنائے۔آمین

☆☆☆

دین اسلام کے چند امتیازات وخصوصیات

مولانا محمد شمس الحق عبدالحق سلفی
نائب ناظم،صوبائی جمعیت اہل حدیث، جھارکھنڈ

دین اسلام ہی اللہ رب العالمین کا دین برحق اور پسندیدہ دین ہے۔اللہ کریم کا ارشاد ہےاِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ بے شک دین برحق اللہ تعالی کے نزدیک اسلام ہی ہے۔(سورہ آل عمران آیت نمبر 19) اسلام وہی دین ہے جس کی دعوت و تعلیم ہر پیغمبر اپنے اپنے دور میں دیتے رہے ہیں اور اب اس وقت اس کی کامل ترین شکل ہے جسے نبی آخرالزمان سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا جس میں توحید ورسالت اور آخرت پر اس طرح یقین وایمان رکھنا ہے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے۔اسلام رب کائنات کا پسندیدہ دین ہے۔جیسا کہ رب کریم کا فرمان ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کیا۔(سورہ مائدہ آیت نمبر 3) حجۃ الوداع کے موقع پر حج اکبر کے دن اللہ رب کریم نے آیت مبارکہ نازل کر کے ساری کائنات کے لیے واضح کر دیا کہ دین کے تمام احکامات حلال وحرام اور اوامر ونواہی کو ہر اعتبار سے کامل کر دیا ہے اور بحیثیت دین اسلام کو قبول و پسند کر لیا نصرت و مدد اور تمام ادیان پر اس کو غالب کر کے اس طریقے پر کہ اس نے اپنے بندہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اعداء اسلام کو ذلیل وخوار کیا، تمام انسانوں کے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند فرمایا اس لیے جو شخص اسلام کے علاوہ اور دین کا پیروکار ہوگا اس کا دین اللہ تعالی کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔اللہ کے پاس کھوٹا دین چلتا نہیں رب العالمین کا ارشاد ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور جو شخص اسلام کے سوا اور دین کا طلبگار ہو تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا،(سورہ آل عمران آیت نمبر 85) آدمی جب صحیح سوجھ بوجھ عقل و فراست کا مالک، انوار بصیرت کا حامل اور صحیح فکر والا ہوگا تو اس کا تعلق دین اسلام سے مضبوط ہوگا اس لیے کہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور عظیم فضائل ہیں۔اسلام کے جملہ قوانین وشریعت جن کی صداقت وافادیت وصلاحیت کی عقل شہادت دیتی ہے اسی طرح اسلام کے تمام احکام انصاف پر مبنی ہیں۔ان میں کوئی ناانصافی ظلم وزیادتی نہیں ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے وہ سراسر برائی اور نقصان دہ ہے، اور جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے وہ سراسر بھلائی اور کامیابی کی طرف لے جانے والی ہے۔لیکن جو شخص دین اسلام کے واضح ہونے کے باوجود اس سے انکار کرے گا تو نہ اس کا دین و مذہب قابل قبول اور نہ عبادت۔اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّار" فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَاب" اَلِيْم" وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر رہیں وہ اگر نجات حاصل کرنی چاہیں اور بدلے میں زمین بھر کر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا یہی لوگ ہیں جن کے لیے تکلیف دینے والا عذاب ہے اور جن کا کوئی مددگار نہیں (سورہ آل عمران آیت نمبر 91)

دین اسلام تمام انبیاء کرام کا دین ومذہب ہے۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور وہ ہے دین اسلام۔دین سے مراد اللہ پر ایمان، توحید کا اقرار، رسول کی اطاعت، اور شریعت الہیہ کو ماننا۔یہی وہ دین تھا جس کی دعوت تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قوم کو دیتے رہے۔شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ

اللہ تعالی نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جو بذریعہ وحی ہم نے تیری طرف بھیجا اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسی اور عیسی کو دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا، اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا. (سورہ الشوری آیت نمبر 13)

حقیقت میں دین تو وہ چیز ہے جس پر تمام انبیاء ومرسلین کا اتفاق ہے۔اگرچہ ان کے لیے جداگانہ شریعت ومنہاج یعنی فروعات مختلف ہیں. جیسا کہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا تم میں ہر ایک کے لیے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کر دی۔(سورہ مائدہ آیت نمبر 48)

اس سے مراد پچھلی شریعتیں ہیں جن کی بعض فروعی احکامات ایک دوسرے سے مختلف تھے، ایک کی شریعت میں بعض چیزیں حرام تو وہ دوسری میں حلال، بعض میں کسی مسئلے میں سختی تھی تو دوسری میں تخفیف، لیکن دین سب کا ایک یعنی توحید پر مبنی تھا اس لحاظ سے سب کی دعوت ایک تھی اس مضمون کو ایک حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" الانبیاء اخوۃ لعلات امهاتهم شتی ودینهم واحد" انبیاء کرام علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا

دین ایک ہے۔(صحیح بخاری3443)

علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کی مائیں مختلف ہوں باپ ایک ہو مطلب یہ ہے کہ ان کا دین ایک ہی تھا اور شریعتیں، دستور اور طریقے مختلف تھے، لیکن شریعت محمد یہ کے بعد اب ساری شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں اور اب دین بھی ایک ہے اور شریعت بھی ایک(تفسیر احسن البیان 307)

دین اسلام تمام نبیوں اور رسولوں کا دین ہے سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا یعقوب علیہ السلام، سیدنا موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کا دین دین اسلام تھا۔جیسا کہ اللہ رب العالمین سیدنا نوح علیہ السلام کے قول کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ پھر بھی اگر تم اعراض ہی کیے جاؤ تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا، میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں مسلمان میں سے ہوں۔(سورہ یونس آیت نمبر 72) سیدنا نوح علیہ السلام کے اس قول سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام کا دین دین اسلام ہی رہا ہے گو شرائع مختلف اور مناہج متعدد رہے۔اور فرمایا وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بیوقوف ہو، ہم نے اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیک کاروں میں سے ہیں، جب کبھی بھی انہیں ان کے رب نے کہا فرمانبردار ہو جا، انہوں نے کہا میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری کی اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب علیہم السلام نے اپنی اولاد کو کی، ہمارے بچوں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس دین کو پسند فرمایا ہے خبردار تم مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔(سورہ بقرہ 133۔131۔132) سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام نے جس دین کی وصیت اپنی اولاد کو فرمائی وہ یہودیت نہیں اسلام ہی ہے۔اسی طرح موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ اور موسیٰ نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو۔(سورہ یونس آیت نمبر 84)

یوسف علیہ السلام نے اللہ رب العالمین سے دعا کرتے ہوئے کہا تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ تو مجھے اسلام کی حالت میں وفات دے اور نیکوں کار کے ساتھ ملا دے۔(سورہ یوسف 101)

انبیاء کرام علیہم السلام کے ماننے والے لوگ بھی اپنے اپ کو مسلمان کہتے تھے جیسا کہ فرعون کے دربار میں جادوگروں نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کہا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ اے ہمارے پروردگار ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالت اسلام پر نکال۔(سورہ اعراف آیت نمبر 126)

اسی طرح ملکہ صبا بلقیس نے کہا وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پروردگار عالم کے لیے اسلام لائی۔(سورہ نمل آیت نمبر 44)

اسی طرح حواریوں کے متعلق اللہ نے کہا قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ حواریوں نے کہا ہم اللہ کی راہ کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے، اللہ تو گواہ رہ کہ ہم لوگ مسلمان ہیں(سورہ آل عمران آیت نمبر 52)

ان تمام آیات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام اور ان کے متبعین عظام کا دین ایک ہی تھا اور وہ دین اسلام ہے۔دین سے مراد اصول و مبادی جو کبھی تبدیل نہیں ہوئے مثلا توحید کا اقرار، شرک کی حرمت، یوم الجزا پر ایمان، انسانیت کا احترام اور قتل ناحق سے اجتناب، وغیرہ وغیرہ جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے۔"الانبیاء إخوة لعلات امهاتهم شتى ودينهم واحد" انبیاء کرام علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں، شریعتیں، مختلف تھیں لیکن سب کا دین ایک ہی تھا۔(صحیح بخاری.3443)

تصور دین۔

یہ روز روشن کی طرح معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ازل سے ابد تک پسندیدہ اور پائیدار دین، دین اسلام ہے۔اب ایک سوال ہوتا ہے کہ اللہ کا دین، دین اسلام ہے تو پھر بندوں تک کیسے پہنچا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس لیے کہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے "نزل به روح الامين على قلبك" اسے امانت دار فرشتہ لے کر آپ کے قلب اطہر پر اترا ہے۔(سورہ شعراء 193) جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا وہ دین تھا اس کے اندر قرآن بھی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والے دیگر ضابطے بھی ہیں کیونکہ ہم اسے وحی کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے" ما من الانبياء نبي الا اعطى من الآيات ما مثله اومن او آمن عليه البشر وانما كان الذى اوتيت وحيا اوحاه الله الى فارجو انى اكثرهم تابعا يوم القيامه" ۔انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا نہیں جن کو کچھ نشانیاں یعنی معجزات نہ دیے گئے ہوں جن کے مطابق ان پر ایمان لایا گیا یعنی انسان ایمان لائے اور مجھے جو بڑا معجزہ دیا گیا وہ وحی قران مجید ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجا بس میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن شمار میں تمام انبیاء سے زیادہ پیروی کرنے والے میرے ہوں گے(صحیح بخاری 7274) اس حدیث میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور معجزہ وحی دیا گیا ہے اور وحی سے صرف قرآن مجید مراد ہوا ایسا نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کی حدیث بھی وحی ہے چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دین نازل ہوا ہے اور دین سے مراد ہم بھی کہتے ہیں کہ قران نازل ہوا ہے اللہ کہتا ہے ”نـزل بـه روح الامين “ یہ دین امانت دار فرشتہ لے کر آپ کے پاس آیا ہے۔ تا کہ کسی کو شک کی گنجائش نہ ہو۔ صرف رب کریم فرشتہ کہہ دیتا تو کافی تھا لیکن روح الامین کہہ کر دین کی حساسیت کو ظاہر کرنا ہے کہ دین کو نازل کرنے والا اللہ رب العالمین احکم الحاکمین ہے تو دین کو لانے والا جبرائیل امین ہے اور جس ذات پر قرآن یا دین کو نازل کیا گیا وہ صادق المصدوق رحمت اللعالمین نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے. یہ مسئلہ واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دین نازل ہوا خواہ قران کی صورت میں ہو یا دوسرے ضابطے کی صورت میں اس لیے کہ جو کچھ نازل ہوا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر ہوا۔ نزول قران کا مقصد ہدی للناس ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کرے تو حدیث ہوتی ہے آپ کوئی کام کہیں تو حدیث ہوتی ہے. آپ کے سامنے کوئی کام کریں اور آپ اس کو برقرار رکھیں تو بھی حدیث ہوتی ہے۔ اصطلاح میں ”ما صدر عن النبی صلی الله علیه وسلم من قول او فعل او تقریر فهو الحدیث“ تو اب سوال یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے تو قرآن کدھر گیا؟ قرآن تو آپ کے قلب اطہر پر نازل ہوا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قرآن اس وقت قرآن ہوا جب آپ نے صحابہ کرام کو قرآن اور حدیث کے درمیان فرق واضح کرتے ہوئے کہا یہ قرآن ہے، یہ آیت فلاں سورہ میں فلاں آیت کے بعد لکھو تب جا کر قرآن بنا، ترتیب آپ نے لگوائی قرأت آپ نے لکھوائی، یہ قرآن 22 سال پانچ مہینے 22 دن تک نازل ہوتا رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ کرام کو قرآن کریم کی ترتیب لکھاتے رہے وہ ترتیب توقیفی ہے ترتیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ترتیب نزولی اور دوسری ترتیب توقیفی ترتیب توقیفی کا مطلب قرآن کریم کی ترتیب اللہ کی طرف سے اتری ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر اجماع امت اور کئی روایات نقل کی ہیں کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب ترتیب توقیفی ہے۔

لہذا اللہ رب العالمین کا کلام قرآن مجید اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں جو تقدیم وتاخیر کا فرق بیان کرتا ہے تو اس کی فہم میں فرق ہے جو اولیت اور ثانویت کا فرق چھیڑتا ہے تو اس کے فہم وفراست میں کجی ہے اور انکار حدیث کا شاخسانہ ہے۔ یہ دین قرآن وحدیث دونوں کا نام ہے چونکہ اللہ رب العالمین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمایا ہے اور وحی متلو بھی ہوسکتی ہے اور غیر متلو بھی۔ غور کریں اس حدیث رسول پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑا ایک شخص کے لیے باعث ثواب ہے دوسرے کے لیے بچاؤ ہے اور تیسرے کے لیے وبال جان ہے جس کے لیے گھوڑا اجر وثواب ہے وہ وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ کے لیے اس کو پالے وہ کسی ہریالی میدان میں باندھے راوی نے کہا یا کسی باغ میں تو جس قدر بھی وہ اس ہریالی میدان میں یا باغ میں چرے گا اس کی نیکیوں میں لکھا جائے گا، اگر اتفاق سے اس کی رسی ٹوٹ گئی اور گھوڑا ایک دو قدم کودا تو اس کے آثار قدم اور لید بھی مالک کی نیکیوں میں لکھے جائیں گے۔ اور اگر وہ گھوڑا کسی ندی سے گزرے اور اس کا پانی پیئے مالک نے اسے پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو تو بھی اس کے نیکیوں میں لکھا جائے گا تو اس نیت سے پالا جانے والا گھوڑا انہی وجوہ سے باعث ثواب ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے جو لوگوں سے بے نیاز رہے اور ان کے سامنے دست سوال بڑھانے سے بچنے کے لیے گھوڑا پالے پھر اس کی گردن اور اس کی پیٹھ کے سلسلے میں اللہ تعالی کے حق کو بھی فراموش نہ کرے تو یہ گھوڑا اپنے مالک کے لیے پردہ ہے۔ تیسرا شخص وہ ہے جو گھوڑا کو فخر، دکھاوے اور مسلمانوں کی دشمنی میں پالے تو یہ گھوڑا اس کے لیے وبال جان ہے۔ گدھوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ما” انـزل الله علی فیها شیء الا هذه الآيات الجامعة الفاذة فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ “ مجھے اس کے متعلق کوئی حکم وحی سے معلوم نہیں ہوا سوائے اس جامع ترین ایت کے جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔ اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا(صحیح بخاری 2371) یعنی یہ آیت کریمہ ہر جگہ اپلائی ہو جائے گی نیک کام کرے گا نیکی ملے گی برائی کرے گا سزا ملے گی، گدھا کے بارے میں مستقل طور پر کوئی آیت نازل نہیں ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو گھوڑے کے متعلق تفصیلی بیان فرمایا اس کے بارے میں بھی تو کوئی مستقل آیت نازل نہیں ہوئی بلکہ وہ بھی تو حدیث ہے، نص حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا کے بارے میں اللہ کریم نے حکم نازل کیا ہے۔ لیکن گدھے کے متعلق کچھ نازل نہیں کیا مگر یہ عام آیت ہے لیکن گھوڑا کے متعلق تو کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، لہذا معلوم ہوا کہ حدیث بھی وحی ہے اور وحی غیر متلو ہے اور وہ بھی دین ہے اس کی اور چند مثالیں ہیں ” عـن عبـد اللــه ان رسـول اللـه صـلـی اللـه عـلیه وسلم حرق نخل بنی نضیر وقطع وهی البویره فانزل الله عز وجل مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ “۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونظیر کے کچھ کھجور کے درخت جلائے اور کاٹ ڈالے یہ مدینہ میں بوئرہ کا مقام تھا اس پر اللہ رب العالمین نے یہ آیت نازل فرمائی، تم نے کھجور کا جو درخت کاٹ ڈالا یا اسے اپنے جڑوں پر کھڑے چھوڑ دیا وہ اللہ کی اجازت سے تھا اور اس لیے تا کہ وہ اللہ نافرمانوں کو رسوا کرے(صحیح مسلم 4552)

یہ کاٹ دو یہ چھوڑ دو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے نہ کہ اللہ کا کلام حالانکہ اللہ کہہ رہا ہے یہ اللہ تعالی کی اجازت سے ہے لہذا معلوم ہوا کہ وحی الہی اللہ کے کلام

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث دونوں کو کہتے ہیں اور دونوں دین کا اصلی مصدر ہے۔ کیونکہ دین اللہ کا ہے اور نازل ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی جانب سے دین کے معاملہ میں مکمل اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں. اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے **لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ** یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ موجود ہے۔(سورہ احزاب آیت نمبر 21)

اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کچھ کہتے ہی نہیں ہیں **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى** (سورہ نجم آیت نمبر 3) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکمل 22 سال پانچ مہینہ 22 دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین سکھاتے رہے آپ جو صحابہ کو سکھاتے وہ دین بنتا تھا آپ جو ہاں کہہ دیتے تھے تو وہ دین بن جاتا تھا آپ نہ کہہ دیتے تھے تو بھی دین بن جاتا تھا آپ خاموش رہ جاتے تو بھی دین بن جاتا تھا اب دین صرف وہ ہے جس کے ساتھ حوالہ اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو۔

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

اسلام کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام کی تعلیمات زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے، اپ اپنی زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ہوں آپ کو کوئی بھی کام کرنا ہو یا آپ کو کوئی بھی فیصلہ لینا ہو آپ کو سب سے بہترین رہنمائی اسلام کی بنیادی اصولوں میں ہی ملے گی، اللہ رب العزت والجلال کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمارے دین کو مکمل کر دیا، حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ رب العالمین نے دین کی تکمیل کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا** آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کر لیا (سورہ مائدہ آیت نمبر 3) معاشرتی زندگی کے اتار چڑھاؤ ہوں، یا سیاسی زندگی کی پر پیچ وادیاں، یا زندگی کے نشیب و فراز ہوں، معاشی زندگی کی راہداریاں اور تاریک گھاٹیاں، زندگی کے تمام شعبوں کے لیے اسلام نے ہمیں ایک بہترین نظام، ایک لائق عمل دستور اور بہترین لائحہ عمل عطا کیا ہے۔ اس کے مکمل ترین دین رسول رحمت نے امت تک پہنچا دیا اور امت کی خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "**ماتركت شيئا يقربكم الى الله ويبعدكم عن النار الا امرتكم به وما تركت شيئا يقربكم الى النار ويبعدكم عن الله الا ونهيتكم عنه**" میں نے تمہیں ہر اس بات کا حکم دیا ہے جو تمہیں اللہ سے قریب اور جہنم سے دور کر دے اور تمہیں ہر اس بات سے روک دیا ہے جو تمہیں جہنم سے قریب اور اللہ سے دور کر دے۔ علامہ البانی رحمت اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے اس حدیث کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بطور مرسل اپنے سنن کے مقدمہ میں نقل کیا ہے اور امام طبرانی نے موصول طریقے سے نقل کیا ہے (حاکم حدیث نمبر 2136 بیہقی فی شعب الایمان 10376 السلسلہ الصحیحہ للالبانیؒ 2866)

اللہ رب العالمین نے آپ کو مکمل دین عطا فرمایا ہے اور آپ نے بھی اسے بلا کم و کاست مکمل طور پر امت تک پہنچا دیا ہے اس کا ادنی شوشہ بھی آپ نے امت سے چھپا کر نہیں رکھا ہے اس لیے اب نہ دین میں کسی اضافے کی گنجائش ہے نہ شرعا دین میں کسی اضافہ کی اجازت ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں۔" **ومن زعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتم شيئا من كتاب الله فقد اعظم على الله الفرية والله يقول يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ** " جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی کتاب میں سے کچھ چھپا لیا تو اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا کیونکہ اللہ رب العالمین فرماتا ہے اے رسول پہنچا دیجئے جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا اور اگر بالفرض ایسا آپ نے نہ کیا تو آپ نے اس کا پیغام نہ پہنچایا، فریضہ رسالت ادا نہ کیا (صحیح مسلم 439 صحیح بخاری 4612)

ان احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ جس کام میں خیر و بھلائی ہے وہ کام کرنے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو حکم دیا اور جس کام میں شر برائی ہے تو اس سے آپ نے امت کو منع فرمایا لہذا دین میں کمی وبیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے اسلام میں کوئی نئی بات نکالی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی اور وہ اسے دین کا کام سمجھتا ہے تو گویا وہ اس بات کا قائل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام الہی پہنچانے میں خیانت کی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالی تو فرماتا ہے کہ ہم نے آج تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے پس جو چیز اس دن زمانہ رسالت میں دین کا کام نہیں تھی وہ آج بھی دین کا کام نہیں ہو سکتی۔ (مقدمہ السنن والمبتدعات لمحمد بن احمد عبد السلام الشقیری)

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "**من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو رد**" جس شخص نے ہمارے اس دین میں نیا کام ایجاد کیا جو اس سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (صحیح بخاری. 2697) لہذا معلوم ہوا کہ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات کامل ترین دین ہے قیامت تک اس میں کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسلام دین رحمت ہے۔

اسلام وہ دین ہے جو پوری کائنات کو امن وسلامتی کا پیغام دیتا ہے۔ پوری انسانیت کی ہمدردی کا علمبردار ہے، اس کے دامن میں رافت و رحمت اور اخوت و شفقت کے پھول ہیں جن سے مسام عالم معطر ہے۔ کیونکہ اللہ کریم جس نے یہ دین عطا کیا ہے وہ ارحم الراحمین ہے اور جس کے ذریعے عطا کیا ہے وہ رحمت للعالمین

ہے۔ یہ دین جہاں تمام انسانیت کے لیے رحمت وشفقت کا پیغمبر ہے وہاں یہ دین اپنے متبعین کے لیے اخوت و بھائی چارگی کا پیغمبر ہے یہ دین سارے عالم کے لیے ایک پرامن اور انسان دوست مذہب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء"۔رحم کرنے والوں پر ہی اللہ جو رحمٰن ہے رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان پر ہے۔(جامع ترمذی 1924) اسلام پوری کائنات کے لیے دین رحمت ہے جو جانوروں پر بھی رحم کرنے کی تعلیم دیتا ہے اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے یہ بتلایا کہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلا کر بھی جنت حاصل کی جاسکتی ہے اور ایک بلی کو ناحق ایذا دینے سے انسان جہنم میں پہنچ سکتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بینا رجل یمشی فاشتد علیه العطش فنزل بئرا فشرب منها ثم خرج فاذا هو بكلب يلهث ياكل الثرى من العطش فقال لقد بلغ هذا مثل الذى بلغ بى فملأ خفه ثم امسكه بفيه ثم رقى فسقى الكلب فشكر الله له فغفر له قالوا يا رسول الله وانا لنا فى البهائم اجرا قال فى كل كبد رطبة اجر"۔ایک شخص جارہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا پھر باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے اپنے دل میں کہا یہ بھی اس وقت ایسی ہی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی چنانچہ وہ کنواں میں اترا اور وہ اپنے چمڑے کے موزے کو پانی سے بھر کر اسے اپنے منہ سے پکڑے ہوئے اوپر آیا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالی نے اس کے اس کام کو قبول کیا، اور اس کی مغفرت فرمائی، صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہمیں چوپائے پر بھی اجر ملے گا آپ نے فرمایا ہر جاندار میں ثواب ہے۔(صحیح بخاری 2363)

لہٰذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین اسلام کے داعی صرف انسانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ کائنات کی تمام مخلوقات کے لیے رحمت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رب ذوالجلال نے آپ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ اور ہم نے آپ کو تمام جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔(سورہ انبیاء 106 نمبر آیت)

اسلام دین رحمت ہے بلا تفریق قوم و مذہب تمام انسانوں پر رحم و کرم اس کی خصوصیات میں داخل ہے۔ اسلام انسانیت نوازی اور عام انسانوں پر رحم و کرم کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے جو دنیا میں مظلوم بننے کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے اور نا قابل برداشت تکالیف و مصائب میں صبر و حوصلہ کی تلقین کرتا ہے۔ انتقام تو اس وقت لینے کا حکم دیتا ہے جب پانی سر سے گزر جائے اور ظلم حد سے بڑھ جائے، مگر انتقام لینے میں بھی یہ شرط عائد کرتا ہے کہ انتقام ظلم کی مماثل ہو اور اس سے متجاوز نہ ہو اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے" فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم "یعنی جتنا ظلم تم پر کیا گیا بس اتنا ہی انتقام لو۔ "جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثۡلُهَا فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ" (شوریٰ:۴۰) برائی کی سزا اتنی ہی برائی ہے اور جو معاف کردے اور اصلاح کرلے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ اس کے باوجود یہ بھی اعلان فرمایا چاہیے کہ لوگ معاف کریں اور درگزر کریں اسلام کا قانون رحمت وعدل اپنے اور بیگانے ہر ایک کے لیے انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا اِعۡدِلُوۡا اے ایمان والو اللہ کی خاطر سچائی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو۔(سورہ مائدہ آیت نمبر 8)

اسلام وہ دین رحمت ہے یہی وجہ ہے کہ مجبوری کے حالات میں اپنا دفاع کرنے کا حکم دیتا ہے، پھر بھی اعلان کرتا ہے کہ بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرو اور عبادت گاہوں میں بیٹھے ہوئے عبادت گزاروں سے درگزر کرو۔ اسی طرح ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ہمارے مسجدوں یا بازاروں میں تیر لیے ہوئے چلے تو ان کے پھل تھامے رہے ایسا نہ ہو کہ اپنے ہاتھوں سے کسی مسلمان کو زخم کردے۔(صحیح بخاری 452)

لہٰذا ان دلائل و براہین سے معلوم ہوا کہ اسلام دین رحمت اور مذہب امن و محبت ہے اور یہی اس کی خاص خوبصورتی ہے جس کی حفاظت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

دین اسلام آسان دین ہے۔

دین اسلام اپنے تمام تقاضوں کے ساتھ آسان دین ہے مشکل نہیں، کیونکہ اس کے تمام تقاضے ہماری فطرت کے مطابق ہیں، اور اس لیے بھی کہ یہ دین انسان کی طاقت سے بڑھ کر کسی کو حکم نہیں دیتا ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے یُرِیۡدُ اللّٰهُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ اللہ تعالی کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں (سورہ بقرہ آیت نمبر. 185) وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیۡکُمۡ اِبۡرٰهِیۡمَ اور اس نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں ڈالی دین تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا قائم رکھو(سورہ حج. 78) یُرِیۡدُ اللّٰهُ اَنۡ یُّخَفِّفَ عَنۡکُمۡ وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا اللہ تعالی چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کردے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔(سورہ نساء. 28)

ہم مسلمانوں پر اللہ رب کریم کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں آسان دین عطا فرمایا ورنہ امت محمدیہ سے قبل بنی اسرائیلیوں پر اللہ نے ان لوگوں کی کرتوتوں کی وجہ سے ایسے ایسے احکام وقوانین نافذ کردیے تھے جن کا کرنا ان کے لیے دشوار اور مشکل ہوگیا تھا، مثلاً بدن کے جس حصہ میں نجاست لگ جائے اس کو کاٹ دینا مال غنیمت کو

آسمانی آگ آ کر جلا دینا حائضہ عورتوں کو الگ تھلگ کر دینا وغیرہ وغیرہ ،لیکن یہودیت نصرانیت اور دیگر ادیان کے مقابلے میں اسلام آسان دین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" **انی لم ابعث بالیھودیہ ولا بالنصرانیہ ولکنی بعثت بالحنفیہ السمحۃ**" مجھے یہودیت یا نصرانیت کے ساتھ نہیں بلکہ اس دین کے ساتھ بھیجا گیا ہے جو باطل کی آمیزش سے پاک اور نہایت آسان ہے۔(سلسلہ صحیحہ للالبانی 2924 طبرانی.7868)

نیز آپ کا ارشاد ہے" **ان الدین یسر لن یشاد الدین أحد إلا غلبه فسددوا و قاربوا وابشروا واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشئی من الدلجۃ**" بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا، اور اس کی سختی نہ چل سکے گی۔ پس اس لیے اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ اس طرز عمل سے کہ تم کو دونوں جہاں کے فوائد حاصل ہوں گے۔ اور صبح کے وقت شام کے وقت اور رات کے آخری حصہ میں عبادت کر کے اللہ تعالی سے مدد طلب کیا کرو۔(صحیح بخاری 39)

اللہ تعالی کو سب سے محبوب دین دین حنفی ہے جو کہ آسان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو موسی اشعری اور معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا امیر بنا کر بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ہدایت فرماتے ہوئے کہا" **یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا ولا تختلفا**" لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا انہیں سختیوں میں مبتلا نہ کرنا ان کو خوش رکھنا نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں اتفاق رکھنا اختلاف پیدا نہ کرنا۔(صحیح بخاری.3038)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے لیے شرعی دائرہ کے اندر ہر ممکن آسانی پیدا کرنا، سختی کے ہر پہلو سے بچنا، لوگوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا، کوئی نفرت پیدا کرنے کا کام نہ کرنا، یہ وہ قیمتی ہدایت ہے جو ہر عالم، مبلغ، خطیب، مدرس، مرشد ہادی کے پیش نظر رہنی ضروری ہے۔ ان علماء مبلغین اور مقررین کے لیے بھی غور کا مقام ہے جو سختیوں اور نفرتوں کے بازار گرم رکھتے ہیں ہداہم اللہ۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلام ہر طرح سے آسان دین ہے۔ اس کے اصولی و فروعی اور جس قدر اوامر و نواہی ہیں۔ سب میں اس حقیقت کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ مگر صد افسوس کہ بعد کے زمانوں میں خود ساختہ ایجادات بعض مذہبی پیشواؤں کی مجرمانہ حرکتوں، لوگوں کی بے علمی اور دین سے عدم دلچسپی کی وجہ سے یہ آسان ترین دین مشکل ترین صورت اختیار کرتا چلا گیا ہے جس طرح دین میں غلو اور مبالغہ جرم عظیم ہیں، اسی طرح اس میں آسانی کے نام پر کمی کرنا بھی عظیم ترین گناہ ہے اللہ ہمیں صحیح فہم و فراست عطا فرمائے امین۔

☆☆☆

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 25 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا 9 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر %50 کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔110006

فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

حقیقت توحید اور بعض شبہات کا رد

ڈاکٹر صالح بن فوزان

الحمد لله رب العالمين وصلى الله وسلم على نبينا محمد خاتم الرسل ومن تمسک بسنته وسارعلى نهجه الى يوم الدين. اما بعد:

عقیدہ ہی وہ بنیاد ہے جس پر امتوں کی عمارت قائم ہوتی ہے، ہر امت کی بہتری اور سربلندی اس کے عقیدہ کی سلامتی اور اس کے افکار کی درستگی سے وابستہ ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے عقیدہ کی اصلاح کی دعوت دی اور ہر رسول نے دعوت کی ابتدا اس طرح کی۔

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (الاعراف:۵۹) ''اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل:۳۶) ''اور البتہ تحقیق ہم نے ہر ایک امت میں پیغمبر بھیجا (یہ حکم دے کر کہ) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:۵۶) ''میں نے جن اور انسان اسی لئے پیدا کئے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں۔''

عبادت اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے اسے عذاب نہ دے۔'' صحیح بخاری: کتاب التوحید، ۱۳: ۳۰۰، صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر: ۳۰)

یہ حق تمام حقوق سے پہلے ہے، کوئی اور حق اس سے پہلے ہے نہ اس سے بڑھ کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (الاسراء:۲۳) ''تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

اور یہ بھی فرمایا: قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (الانعام:۱۵۱) ''کہہ دیجئے آؤ میں تم کو یہ پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کیا ہے: کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

چونکہ یہ حق تمام حقوق سے پہلے اور سب سے اولیٰ ہے اور دین کے تمام احکام کی جڑ اور بنیاد ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں لوگوں کو اسی حق کے قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کی نفی کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ قرآن کریم کی بیشتر آیات میں بھی اسی حق کو ثابت کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں شبہات کی نفی کی گئی ہے۔ ہر نمازی، خواہ وہ فرض پڑھے یا نفل، جب وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (سورہ فاتحہ) (ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) کی تلاوت کرتا ہے تو اسی حق کو ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہے۔

اس عظیم حق کو ''توحید عبادت'' یا ''توحید الوہیت'' یا ''توحید الطلب والقصد'' کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ہی چیز کے کئی نام ہیں۔ یہ توحید انسانی فطرت میں موجود ہے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے) ''ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔''

درحقیقت اس فطرت سے انحراف بری تربیت کی وجہ سے رونما ہوتا ہے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے) ''پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔'' (صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۰۴۷)

دنیا میں پہلے صرف یہی توحید تھی، شرک بعد میں پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (البقرہ:۲۱۳) ''لوگ ایک امت تھے پس اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا، خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے۔ اور ان کے ساتھ کتاب نازل کی حق کے ساتھ تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کریں جن میں انہوں نے اختلاف کیا۔''

ایک اور جگہ فرمایا: وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا (سورہ یونس:۱۹) ''اور لوگ (پہلے) ایک ہی جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''حضرت آدم اور نوح علیہما الصلاۃ والسلام کے درمیان دس صدیاں گزری ہیں، وہ سبھی لوگ برحق شریعت (اسلام) پر تھے۔'' (تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۵۰)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’آیت کی تفسیر میں یہی بات درست ہے۔‘‘ پھر انہوں نے اسی بات کی تائید میں قرآن کریم سے اور دلائل بھی پیش کئے ہیں۔(اغاثۃ اللہفان:۲/۲۰۱)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اپنی تفسیر میں اسی بات کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں سب سے پہلے شرک اس وقت پیدا ہوا جب انہوں نے نیک لوگوں کے بارے میں غلو کیا اور اپنے نبی کی دعوت سے تکبر کی بنا پر انکار کیا: وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا وَّ لَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا (نوح:۲۳) ’’اور انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑ و اپنے معبودوں کو، اور نہ چھوڑ و ود کو نہ سواع کو نہ یغوث و یعوق اور نسر کو۔‘‘

امام بخاری رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ’’یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک آدمیوں کے نام ہیں، ان کے انتقال کرنے پر شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ ان کی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے مورتیاں رکھو اور ان کے نام انہی بزرگوں کے ناموں پر رکھو۔ انہوں نے ایسے ہی کیا لیکن ان مورتیوں کی پوجا نہ کی گئی، یہاں تک کہ جب مورتیاں رکھنے والے فوت ہوگئے اور ان مورتیوں کی حقیقت کا علم مٹ گیا، تو ان کی پوجا شروع ہوگئی۔‘‘ (صحیح بخاری:۶/۱۳۳)

امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’سلف میں سے کئی ایک نے کہا ہے کہ جب (نیک لوگ) فوت ہوگئے تو انہوں نے ان کی قبروں پر ڈیرا ڈال دیا، پھر انہوں نے ان کی مورتیاں بنا ڈالیں۔ پھر کافی مدت گزرنے کے بعد انہوں نے ان کی پرستش شروع کردی۔‘‘ (اغاثۃ اللہفان:۲/۲۰۲)

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے مزید کہا: ’’بتوں کی پوجا کے بارے میں شیطان نے ہر قوم کو اس کی سمجھ کے مطابق ہی بیوقوف بنایا ہے، چنانچہ ایک گروہ کو مردوں کی تعظیم کے نام سے بتوں کی عبادت کی طرف بلایا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نیکوکار لوگوں کی شکلوں کی مورتیاں بنائیں جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کیا۔ مشرکین عوام میں شرک کا غالب سبب یہی ہے۔ جہاں تک خواص مشرکین کا تعلق ہے تو انہوں نے ان ستاروں کی شکل کی مورتیاں بنائیں جن کے متعلق وہ سمجھتے تھے کہ وہ نظام عالم چلانے میں مؤثر ہیں۔ ان مورتیوں کے لئے انہوں نے گھر بنائے، مجاور و دربان مقرر کئے اور ان پر چڑھاوے چڑھائے۔ قدیم زمانہ سے لے کر اب تک شرک کی یہ صورت دنیا میں موجود ہے۔ اس کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے دین قوم سے ہوئی جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شرک کے بطلان کے لئے مناظرہ کیا، چنانچہ ان کی دلیل کو اپنے علم سے اور ان کے معبودوں کو اپنے ہاتھ سے توڑا۔ (جواب میں) انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلانے کا مطالبہ کیا۔ ایک گروہ نے چاند کی مورتی بنائی انہوں نے یہ گمان کیا کہ یہ بندگی کا مستحق ہے اور عالم سفلی کا نظم ونسق یہی چلاتا ہے۔ دوسرے گروہ نے آگ کی پرستش کی، یہ لوگ مجوسی ہیں انہوں نے آگ کے لئے گھر بنائے اور ان کے دربان و مجاور مقرر کئے، وہ ایک لمحہ کے لئے آگ کو بجھنے نہیں دیتے۔ کچھ لوگ پانی کی پوجا کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ پانی ہر چیز کی اصل ہے اسی سے ہر چیز کی پیدائش ہوتی ہے اور یہی عالم کی آبادکاری کا ذریعہ ہے۔ بعض لوگ حیوانات کی پرستش کرتے ہیں ان میں سے کچھ تو گھوڑے کو پوجتے ہیں اور کچھ گائے کو۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو زندہ اور مردہ انسانوں کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض جنوں کی بندگی کرتے ہیں، بعض درختوں کو پوجتے ہیں۔ اور بعض فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔(اغاثۃ اللہفان۲/ ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۳)

اوپر بخاری شریف کے حوالہ سے نوح علیہ السلام کی قوم میں شرک کے نمودار ہونے کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جو قول نقل کیا گیا ہے اس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) دیواروں پر تصویروں کا لٹکانا اور مجالس اور میدانوں میں مورتیاں نصب کرنا بہت خطرناک ہے، اس کی وجہ سے لوگ شرک میں مبتلا ہوجاتے ہیں، بایں طور کہ ان تصویروں اور مورتیوں کی تعظیم لوگوں کو ان کی پرستش تک پہنچا دیتی ہے اور وہ یہ اعتقاد کر بیٹھتے ہیں کہ یہ خیر کے حصول اور شر کے دور کرنے کا سبب ہیں جیسا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے ساتھ پیش آیا۔

(۲) شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے بے حد حریص ہے۔ بسا اوقات وہ ان کے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے، بھلائی کی بات پر ترغیب کے بہانے گمراہ کرتا ہے۔ چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ نوح علیہ السلام کی قوم نیک لوگوں سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے تو اس نے انہیں ان کی محبت میں غلو کی ترغیب دی اور ان سے مجالس میں ان یک لوگوں کی مورتیاں نصب کروائیں، جس سے اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ راہ صواب سے دور ہوجائیں۔

(۳) لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان کی منصوبہ بندی صرف موجودہ نسل تک ہی محدود نہیں ہوتی، بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے بھی ہوتی ہے، چنانچہ جب وہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی موجودہ نسل میں شرک داخل نہ کرسکا تو اس نے آپ کی قوم کی آنے والی نسل کو شرک میں مبتلا کرنے کی غرض سے اپنا جال پھینکا۔

(۴) وسائل شرک کے بارے میں تساہل درست نہیں ہے، بلکہ ان کی بیخ کنی اور سدباب کرنا ضروری ہے۔

(۵) آخری بات جو اس قول سے معلوم ہوتی ہے وہ باعمل علماء کی فضیلت ہے، ان کی موجودگی باعث خیر ہے اور عدم موجودگی باعث شر ہے، یوں کہ جب تک وہ لوگوں میں موجود رہے شیطان ان کو گمراہ نہ کرسکا۔

☆☆☆

ایثار وقربانی

اسعد اعظمی رجامعہ سلفیہ بنارس

اسلام نے جن اخلاق کریمانہ کی تعلیم دی ہے اوران سے نفس کومزین کرنے کی ترغیب دی ہے ان میں ایک صفت ایثار وقربانی کی بھی ہے۔ایثار نام ہے دوسروں کی ضرورت کواپنی ضرورت پر مقدم رکھنے کا۔یعنی ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہے اورخوش قسمتی سے وہ چیز ہمیں میسر بھی ہے لیکن یہ جان کر کہ فلاں شخص کوبھی اسی چیز کی ضرورت ہے،ہم اپنی ضرورت اورخواہش کوقربان کر کے وہ چیز اس شخص کے سپرد کردیں اوراس کی ضرورت پوری کردیں۔یقیناً یہ بڑے دل گردے کا کام ہے اورایسا وہی شخص کرسکتا ہے جوبڑے دل والا ہو اور "إِنَّ الْغِنیٰ غِنَى الْقَلْبِ" کا مصداق ہو۔کشادہ قلبی ایسی صفت ہے جو دوسروں کے دلوں کو مائل کرتی ہے اور ماحول اور معاشرے میں خوشیاں بکھیرتی ہے۔

ایثار وقربانی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔خواہشات کی قربانی، وقت کی قربانی، مال ومتاع کی قربانی اور پسندیدہ ومرغوب چیزوں کی قربانی۔اور دوسروں کے حق میں ان تمام مرغوبات سے تنازل اعلیٰ اخلاق کا ایسا مظہر ہے جو قیادت وسیادت سے ہمکنار کرتا ہے اورجسموں سے پہلے دلوں اورذہنوں پر حکمرانی کرتا ہے۔ایثار وقربانی باہمی الفت ومحبت کوفروغ دیتی ہے جب کہ انانیت،خودغرضی اوربخیلی سے حسد ورقابت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔

شریعت اسلامیہ نے اپنے ماننے والوں کواس صفت سے متصف ہونے پر خوب خوب ابھارا ہے اوراس کے مختلف طریقے اور ذرائع بیان کیے ہیں۔ان ہی شرعی تعلیمات کا اثر تھا کہ عہداول کے مسلمان اس صفت سے اچھی طرح متصف تھے بلکہ اس باب میں انہوں نے ایسی مثالیں قائم کیں جن کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔

ایثار وقربانی کا بے مثال نمونہ دیکھنا ہوتو قرآن کریم کی آیت ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ – سورہ حشر:۹﴾ اوراس کا شان نزول ملاحظہ کیجیے۔آیت میں انصار مدینہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اورمہاجرین کو جو کچھ دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان کوخود کتنی ہی سخت حاجت ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں (بھوک سے) نڈھال ہوں۔آپ نے اپنی بعض ازواج مطہرات کے پاس پیغام بھیجا (کہ کھانے کے لیے کچھ ہوتو بھیجیں) انہوں نے جواب دیا:قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کوحق کے ساتھ بھیجا، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔آپ نے دوسری بیوی کے پاس پیغام بھیجا،انہوں نے بھی ایسا ہی جواب دیا ،حتیٰ کہ سب ہی نے یہی کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کوحق کے ساتھ بھیجا، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے (صحابہ کرام کو مخاطب کرکے) فرمایا: آج کی رات کون اس کی مہمان نوازی کرے گا؟ ایک انصاری آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کروں گا۔پس وہ اس مہمان کواپنے گھر لے گئے اوراپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی عزت کرنا۔اورایک روایت میں ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا نہیں، صرف بچوں کی خوراک ہے،انہوں نے کہا ان بچوں کوکسی چیز میں بہلا رکھو اور جب وہ کھانا مانگیں تو انہیں (کسی طریقے سے) سلا دینا،اور جب ہمارا مہمان گھر میں داخل ہوتو چراغ بجھا دینا اورایسا ظاہر کرنا کہ ہم (بھی اس کے ساتھ) کھانا کھا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ سب (کھانے کے لیے) بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھایا اور دونوں (میاں بیوی) نے بھوکے رات گزاری۔جب صبح ہوئی اور وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: تم نے آج کی رات اپنے مہمان کے ساتھ جوسلوک کیا اللہ تعالیٰ اس پر بڑا خوش ہوا ہے۔(بخاری:۳۷۹۸،ومسلم:۲۰۵۴)

اورایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں میاں بیوی کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ – سورہ حشر:۹﴾ [وہ اپنے اوپر دوسروں کوترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کوخود سخت حاجت ہو]

کیا ایثار اور تعاون وہمدردی کی ایسی نادر مثال کبھی دیکھی یا سنی گئی ہے۔

اورایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف (ہجرت کرکے) مدینہ آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیع انصاری کے درمیان بھائی چارہ قائم کردیا۔انصاری صحابی کے پاس دو بیویاں تھیں،انہوں نے عبدا لرحمٰن بن عوف کے سامنے یہ پیش کش رکھی کہ میں اپنی ایک بیوی کوطلاق دے دیتا ہوں اور عدت گذرنے کے بعد آپ اس سے نکاح کرلیں۔میرا سارا مال دوحصہ

کر کے ایک حصہ آپ لے لیں.....۔(بخاری:۲۰۴۸)

یہ اسلامی تربیت کے زندہ نمونے ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کو صحابہ کی جماعت نے کس طرح عملی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اور یہ واضح کر دیا تھا کہ نفس انسانی چاہے مال ومتاع کا جتنا حریص ہو اور دنیا واسباب دنیا سے اسے چاہے جتنی محبت ہو مگر تربیت وتہذیب کے ذریعہ خود غرضی اور انانیت کو ایثار وہمدردی سے اور حرص وہوس کو بذل وعطا اور قربانی سے بدلا جاسکتا ہے۔ دراصل انسان کے اندر مال ومتاع کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، وہ ﴿وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا- سورہ فجر:۲۰﴾ کا مصداق ہے، اور بالفاظ رسول: ''لو ان لابن آدم واديا من ذهب احب ان يكون له واديان..'' (بخاری :۶۴۳۹، ۶۴۴۰، ومسلم:۱۰۴۸) ''اگر انسان کے پاس ایک وادی سونے کی ہو تو (وہ اس پر قناعت نہیں کرے گا بلکہ) چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں (سونے کی) ہوں۔''

اسلام نے نفس انسانی کے اندر سے حرص وہوس اور ذخیرہ اندوزی کی طمع کو کم کرنے اور اپنی ضرورت کے ساتھ دوسروں کی ضرورت کو بھی نظر میں رکھنے کے لیے تربیت کے مختلف انداز اپنائے۔ چنانچہ نبی رحمت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کے موقع پر فرمایا: ''من كان معه فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له، ومن كان له فضل من زاد فليعد به على من لا زاد له'' (مسلم:۱۷۲۸) ''جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو، جس کے پاس زائد توشہ (زادراہ) ہو تو وہ اس کو دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو۔''

ایک مرتبہ آپ نے ایثار وتعاون کا ایک انداز اور ایک شکل بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''طعام الواحد يكفي الاثنين، وطعام الاثنين يكفي الاربعة ،وطعام الاربعة يكفي الثمانية'' (مسلم:۲۰۵۹)

''ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو کافی ہے، اور دو کا کھانا چار کو، اور چار کا کھانا آٹھ آدمیوں کو کافی ہے۔''

ایثار وقربانی کی تعلیم ایک مرتبہ آپ نے تعریفی پیرایے میں اس طرح دی کہ فرمایا: ''ان الاشعريين اذا ارملوا في الغزو، او قل طعام عيالهم بالمدينة ، جمعوا ما كان عندهم في ثوب واحد، ثم اقتسموه بينهم في اناء واحد بالسوية ، فهم مني وانا منهم'' (بخاری:۲۴۸۶، ومسلم:۲۵۰۰)

''اشعری حضرات کا جب جہاد میں زادراہ ختم ہو جاتا یا ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے، یا مدینے میں (حالت قیام میں) ان کے اہل وعیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے سب ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں اور پھر اس کو برتنوں میں مساوی طور پر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ پس یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔''

خود نبی اکرم ﷺ ایثار وقربانی کا سراپا نمونہ تھے اور آپ نے اپنے اقوال وفرامین کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال وکردار سے بھی امت کو اس کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بُنی ہوئی چادر لے کر آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے تاکہ آپ کو پہناؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا کیوں کہ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ پھر آپ اسے تہ بند کے طور پر باندھ کر ہمارے درمیان تشریف لائے تو ایک صاحب نے کہا: یہ تو آپ مجھے پہنا دیں، یہ چادر کس قدر خوب صورت ہے۔ آپ نے فرمایا: اچھا۔ پھر نبی ﷺ مجلس میں بیٹھ گئے، پھر واپس گئے اور اس چادر کو اتار کر لپیٹا اور اس آدمی کے پاس اس کو بھیج دیا.....۔ (بخاری:۱۲۷۷)

آج دنیا اس طرح کے نمونے دیکھنے کے لیے ترس رہی ہے۔ ہر طرف انانیت، خودغرضی، بلکہ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ گھوٹالوں اور کرپشن کا دور دورہ ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ دار، وزراء، اور ارباب مناصب اس حمام میں ننگے نظر آرہے ہیں، غریبوں، ناداروں، مفلسوں، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری، حاجت روائی اور تعاون وہمدردی تو دور کی بات ہے، ان کے نام پر حکومتوں کی طرف سے نقد یا غلہ سامان وغیرہ کی شکل میں جو امداد تقسیم کرنے کے لیے آتی ہے وہ بھی پانچ دس فیصد مستحقین کو دے کر بقیہ ہضم کر لی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج غریب ونادار دن بدن غریب سے غریب تر ہوتے جارہے ہیں اور امیر وسرمایہ دار پل پل بڑھتے اور پھلتے پھولتے جارہے ہیں۔ ایسے ماحول میں ایثار، قربانی، ہمدردی، تعاون، خیر خواہی وغیرہ الفاظ بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں اور چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی ان کے عملی مناظر دیکھنے کو نہیں ملتے۔

ایسے چیلنج بھرے اور مایوس کن حالات میں اگر کہیں امید کی کرن نظر آتی ہے تو صرف اور صرف اسلامی تعلیمات اور ان پر عامل اہل ایمان میں نظر آتی ہے۔ باعمل مسلمان ہی اپنے عمل وکردار سے حالات کا رخ بدل سکتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کی سچی تصویر بن کر دنیا کو اور دنیا والوں کو ان کا بھولا ہوا سبق پھر سے پڑھا سکتے ہیں۔ دنیا بے ایمانی، بے غیرتی اور لوٹ کھسوٹ سے تنگ آچکی ہے۔ اسے ایک عادلانہ، منصفانہ اور انسانی بہی خواہی کے جذبات پر مبنی نظام کی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اور خوش قسمتی سے یہ نظام اگر کسی کے پاس ہے تو وہ اہل ایمان ہیں، وہ اسلامی تعلیمات کا پیکر مسلمان ہیں۔ انہیں آگے بڑھنا چاہیے اور پیاسی اور سسکتی دنیا کو اسلام کے چشمہ سے سیراب کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق دے۔

مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
۴۱۱۶، اہل حدیث منزل، اردو بازار
جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
فون: ۲۳۲۷۳۴۰۷

فارم درخواست

بیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

سال: ۱۴۴۶ھ-۲۰۲۴ء

۱- پاسپورٹ سائز کے تازہ فوٹو چار عدد، ایک چپکائیں اور ۳ ساتھ میں روانہ کریں۔
۲- چپکائے گئے فوٹو پر ادارے کی مہر ضرور لگوائیں۔

(فارم صاف ستھرے لفظوں میں پُر کریں)

نام:.................. ولدیت:.................. لقب:.................. پیشہ:..................

مقام عمل:.................. تاریخ پیدائش: (تاریخ، مہینہ اور سال کی وضاحت کے ساتھ) ہندسوں میں:.................. لفظوں میں:..................

منسلکہ تعلیمی اسناد:.................. مراسلت کا مکمل پتہ اردو میں (مع پن کوڈ):..................

فون:.................. مراسلت کا مکمل پتہ انگریزی میں (مع پن کوڈ):.................. فون:..................

مقابلہ کے لیے بھیجنے والی تنظیم/ادارہ کا نام وپتہ:..................

(تصدیق نامہ، تنظیم/ادارہ کے مطبوعہ لیٹر ہیڈ پر سربراہ ادارہ کے دستخط ومہر کے ساتھ منسلک کریں)

کیا اس سے قبل کسی ملکی یا غیر ملکی قرآنی مقابلہ میں شرکت کی ہے؟ اگر ہاں تو اس کی تفصیل:..................

گزشتہ مسابقہ کے جس زمرے میں شریک ہوئے تھے اس کی وضاحت:..................

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اس مقابلۂ قرأت کے کس زمرے میں شرکت چاہتے ہیں؟:..................

۱:- مکمل حفظ قرآن   ۲:- بیس پارے   ۳:- دس پارے
۴:- پانچ پارے   ۵:- ناظرہ قرآن کامل   ۶:- ترجمہ وتفسیر کا تحریری امتحان

اگر بیس یا دس یا پانچ پاروں کے حفظ میں حصہ لینا ہے تو ان پاروں کی وضاحت:..................

آپ کس اصولِ قرأت کے مطابق تلاوت کریں گے؟ حفص/ورش/قالون/الدوری (منتخب کردہ روایت کی نشان دہی کریں)..................

کیا آپ کا پاسپورٹ تیار ہے؟ اگر ہاں تو اس کی فوٹو کاپی لازما منسلک کیجئے اور پاسپورٹ نمبر لکھئے:..................

——— :اقرار نامہ: ———

مندرجہ بالا معلومات میرے علم ویقین کے مطابق بالکل درست ہیں۔ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقابلۂ قرأت کے قواعد وضوابط کی پابندی کروں گا اور اس کے ہر فیصلہ کو قطعی اور آخری تسلیم کروں گا۔

امیدوار کا نام.................. دستخط:.................. تاریخ:..................

تصدیق نامہ (نامزد کرنے والے تعلیمی ادارے یا مسلم تنظیم کے کسی ذمہ دار کا)

میں مذکورہ بالا طالب علم امیدوار کی تصدیق کرتا ہوں:

نام:.................. منصب:.................. تصدیق کنندہ کے دستخط:.................. تاریخ:..................

ادارہ/تنظیم:.................. مہر:..................

برائے دفتری امور

۱- یہ درخواست مؤرخہ.................. کو موصول ہوئی۔ وصول کنندہ کا دستخط..................

۲- برائے زمرہ:.................. ۳- درخواست منظور/نامنظور..................

۴- نامنظوری کی وجہ:.................. دستخط سکریٹری مقابلہ کمیٹی:..................

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

ساری انسانیت کی ہدایت ورہنمائی اور اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام قرآن مجید سے رشتہ مضبوط کرنے کے لیے

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کے زیر اہتمام اپنی نوعیت کا منفرد

بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

بتاریخ 3-4/اگست 2024 بمطابق 27-28/محرم الحرام 1446ھ بروز ہفتہ، اتوار

بمقام: اہل حدیث کمپلیکس، D-254، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی، 25

رجسٹریشن کی آخری تاریخ: 28/جولائی 2024ء

اغراض ومقاصد

☆ قرآن کریم کے پیغام امن وشانتی کو عام کرنا ☆ مسلمانوں کو زندگی کے تمام امور میں قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا ☆ قرآن کریم کی تلاوت، تجوید وحفظ، اس کے معانی وتفسیر پر فکر وتدبر میں دلچسپی پیدا کرنا ☆ مسلمان بچوں میں قرآن کریم کی تلاوت وحفظ کا شوق پیدا کرنا ☆ امت کو کتاب الٰہی سے وابستہ کر کے دنیا وآخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار کرنا ☆ حفاظ وقراء کی حوصلہ افزائی نیز مدارس میں فن تجوید پر مزید توجہ کی راہ ہموار کرنا

خصوصیات

● ہزاروں روپے کے نقد انعامات ● حوصلہ افزائی کے لیے بھی متعدد ومختلف النوع انعامات ● ممتاز حفاظ وقراء کے لیے بین الاقوامی مقابلہ قرآن میں نامزدگی کا امکان ● ملک بھر میں ۲۵ سال سے کم عمر کے حفاظ وقراء وطلباء کے لیے نادر ونایاب موقعہ

مقابلے کے زمرے

اول: حفظ قرآن کریم کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	دوم: حفظ قرآن کریم بیس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت
سوم: حفظ قرآن کریم دس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	چہارم: حفظِ قرآن کریم پانچ پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت
پنجم: ناظرہ تلاوت قرآن کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	ششم: سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق کے ترجمے اور تفسیر کا تحریری امتحان

ترجمہ وتفسیر (سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق) کا تحریری امتحان بتاریخ ۳/اگست ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوگا اور اس کا پرچہ سوالات مصحف مطبوع مجمع الملک فہد ۱۴۱۷ھ ترجمہ مولانا جوناگڑھیؒ کی روشنی میں تیار کیا جائے گا۔ ☆ امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید وقرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأتِ سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ ایک قاری کو صرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔

اہم وضاحت: ☆ زمرہ اول ودوم وسوم وچہارم امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید وقرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأتِ سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ ایک قاری کو صرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔ ☆ اگر کسی زمرے کے لیے پانچ سے کم امیدوار اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی پہنچے تو مرکزی جمعیت اس زمرے کا مقابلہ منعقد کرنے سے معذور ہوگی۔

شرائط شرکت مسابقہ

❶ مقابلہ میں شرکت کی درخواست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقررہ فارم پر ہی دی جائے گی۔ (ناگزیر حالات میں مقررہ فارم کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے) ❷ شرکت کے متمنی قاری کی عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو ❸ امیدوار کا شمار ملک کے مشہور پیشہ ور قراء میں نہ ہوتا ہو۔ ❹ اس سے پہلے وہ کسی بین الاقوامی مقابلۂ حفظ وقرأت میں حصہ نہ لے چکا ہو ❺ مرکزی جمعیت کے کسی مقابلے کے شریک قاری کو اس زمرے میں یا اس سے نیچے کے زمرے میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی جس میں وہ پہلے بھی حصہ لے چکا ہو۔ ❻ مقابلے میں شرکت کی مکمل درخواست، انعقاد مقابلہ سے پانچ روز قبل دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو موصول ہونا لازمی ہے بصورت دیگر درخواست رد کردی جائے گی ❼ حفظ قرآن اور تجوید واحکام کی قابل قبول سند یا تصدیق نامہ کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ منسلک ہو اور اصل اپنے ساتھ لائے۔ ❽ مقابلے میں شرکت کی نامزدگی کسی دینی تعلیمی ادارے یا معروف مسلم تنظیم کی جانب سے ہونی چاہیے ❾ اصولِ تجوید وقرأت سے ناواقف امیدوار کو مقابلے سے خارج کردیا جائے گا۔

☆ زمرۂ پنجم (ناظرہ قرآن مکمل) میں حفظ کررہے طلبہ کو شرکت کی اجازت نہ ہوگی۔

ان شاء اللہ نقدانعامات کے علاوہ دیگر انعامات بھی دیئے جائیں گے
نیز دیگر شرکاء کے لیے بھی کچھ تشجیعی انعامات ہوں گے۔

عام وضروری شرائط

(۱) مقابلے کی شرائط اور درخواست فارم دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے طلب کئے جاسکتے ہیں۔ نیز صوبائی جمعیات کے دفاتر سے بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(۲) اس مقابلے میں شرکت کے امیدوار اپنے جملہ اخراجات سفر کے ذمہ دار خود ہوں گے۔

(۳) امیدواروں کے دوروزہ قیام وطعام کا بندوبست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جانب سے کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی اطلاع پانچ روز قبل مرکزی جمعیت کو مل چکی ہو۔

(۴) قیام گاہ جانے سے قبل اپنی آمد کا اندراج لازماً مکمل کرائیں۔ موسم کے مطابق بستر ساتھ لائیں۔ جمعیت اس سلسلے میں تعاون سے معذور رہے گی۔

(۵) نابینا امیدوار کے ہمراہ آنے والے ایک صاحب کی ضیافت کی ذمہ داری بھی مرکزی جمعیت قبول کرے گی۔

(۶) غیر امیدوار افراد یا ساتھ آنے والے افراد ۹۰/روپے یومیہ کا کھانے کا کوپن حاصل کرکے ناشتہ، ظہرانہ اور عشائیہ کی سہولت حاصل کرسکتے ہیں۔

(۷) قواعد وضوابط اور فارم میں مذکورہ شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار ہی شرکت کے مجاز ہوں گے۔

ملاحظہ: اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے ناظم مقابلہ کمیٹی سے ہر روز (علاوہ اتوار) شام ۴/بجے سے ۶/بجے تک بذریعہ فون یا شخصی طور پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ درخواست فارم پندرہ روزہ جریدہ ترجمان کے حالیہ شماروں (۱-۱۵/جون ۲۰۲۴ء تا ۱-۱۵/اگست ۲۰۲۴ء) سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ نیز مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org اور فیس بک پر بھی دستیاب ہے شرکت کے خواہشمند طلبا اسے فری ڈاؤن لوڈ کرسکتے ہیں۔

ضروری معلومات نیز فارم حاصل کرنے کے لیے فوراً رابطہ قائم کریں

مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶

فون: 011-23273407 ای میل: jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

Mob. 9213172981, 8744033926

ابومعاویہ شارب بن شاکر السّلفی

اللہ کن لوگوں سے محبت کرتا ہے؟

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم،امابعد:

برادران اسلام! اگر میں آپ سے پوچھوں کہ ایک انسان کے لئے سب سے بڑی خوش نصیبی اور خوش بختی کیا ہے؟ تو آپ یہی کہیں گے کہ وہ انسان سب سے بڑا خوش نصیب ہے جسے اس دنیا میں مال ودولت مل جائے اور وہ اربوں، کھربوں اور بے شمار زمین وجائداد کا مالک ہو، ہماری اور آپ کی نظروں میں ایسا انسان خوش نصیب ہوسکتا ہے مگر درحقیقت ایسا انسان خوش نصیب نہیں ہے بلکہ خوش نصیب انسان تو وہ ہے جسے رب العزت کی محبت مل جائے، یہ دنیا اور دنیا کی مال ودولت تو اللہ اسے بھی دے دیتا ہے جسے نفرت کرتا ہے مگر اللہ رب العزت اپنی محبت سے ہر کس وناکس کو نہیں نوازتا ہے! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے اعمال ہیں جن کو اپنانے سے ہم کو اور آپ کو اللہ کی محبت مل سکتی ہے اس مضمون میں میں آپ کو انہیں نیک اعمال کے بارے میں بتانے جارہا ہوں جن کو اپنانے سے ہم کو اور آپ کو اللہ رب العزت کی محبت مل جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ آج کل کے ہم مسلمانوں کی بس یہ خواہش اور تمنا ہے کہ اسے مفت میں اللہ رب العزت کی محبت مل جائے چاہے اس کے جیسے بھی اعمال وکردار ہوں، میرے دوستو! کیا ایسا ممکن ہے کہ کوئی مسلمان فسق وفجور کی زندگی گذارے اور اسے اللہ رب العزت کی محبت مل جائے، ہرگز نہیں! ایسا کبھی نہیں ہوسکتا ہے! اگر ہم اور آپ اللہ کی محبت کو پانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں یہ کرنا ہے کہ ہم اپنے جان ومال اور آل واولاد سے بڑھ کر اپنے رب سے محبت کریں اور یہی ایک مومن کی شان وپہچان ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا کہ "وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ" اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔(البقرۃ:165) یعنی کہ اہل ایمان اللہ رب العزت سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ جس انسان کو بھی اللہ کی محبت حاصل ہوگئی سمجھو اس سے ساری کائنات محبت کرنے لگے گی، جن وانس ہی کیا فرشتے بھی ایسے انسان سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں جیسا کہ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ" جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو اللہ جبرئیل علیہ السلام کو کہتا ہے کہ "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ" میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، پس جبرئیل امین بھی اس سے محبت کرنی شروع کردیتے ہیں، پھر "فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ" جبرئیل امین آسمان میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں تم سب بھی اس سے محبت کرنے لگو پس تمام آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں، "ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ" پھر تو زمین میں بھی اس کی مقبولیت اور پذیرائی کو رکھ دی جاتی ہے اور اس طرح سے اہل زمین بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔(بخاری:6040، ترمذی:3161)

(1) ایمان وعمل صالح کو اپناؤ اور اللہ کی محبت کو پالو:

جن اعمال کی وجہ سے ایک انسان کو سب سے پہلے اللہ رب العزت کی محبت حاصل ہوسکتی ہے وہ ہے ایمان اور عمل صالح، ایمان وعمل صالح کے بغیر انسان کچھ بھی کرلے غریبوں کی مدد کرے یا پھر سوشل ورک کرے، حج وعمرہ کرلے یا پھر مسجد ومدرسہ بنوادے مگر اسے رب العزت کی محبت نہیں مل سکتی ہے کیونکہ ایمان یہ محبت الہی کے حصول کی پہلی سیڑھی ہے جب کہ دوسری سیڑھی عمل صالح ہے، ایمان وعمل صالح یہ دونوں لازم ملزوم ہیں یعنی ایمان کے بغیر عمل صالح کی کوئی حیثیت نہیں اور عمل صالح یہ تو ایمان کے بغیر قبول ہی نہیں کئے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رب العزت نے قرآن مجید کے اندر جگہ جگہ پر ایمان وعمل صالح کو ایک ساتھ بیان کیا ہے اور اگر آپ کو میری باتوں پر یقین نہ ہو تو پھر آپ خود قرآن کھول کر دیکھئے آپ کو پورے تیس پارے کے اندر ہر پارے میں کثیر تعداد میں "الذين آمنو وعملوا الصالحات" کے الفاظ ملیں گے اور ہر جگہ پر آپ کو یہی بات ملے گی کہ رب کی رضا وخوشنودی ہو یا پھر جنت کی ٹکٹ، جہنم سے آزادی ہو یا پھر میدان محشر کی پریشانیوں سے نجات، آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے حوض کوثر کی سیرابی ہو یا پھر جنت میں رسول ﷺ کی صحبت ومعیت ان سب کے حصول کے لئے ایمان وعمل صالح کا ہونا ضروری ہے مگر کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے پاس ایمان تو ہے مگر عمل صالح نہیں ہے! ہم عمل صالح کے بغیر ہی ان ساری چیزوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں جو کہ ناممکن اور محال ہے، اس لئے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو یہ ساری چیزیں بھی مل جائے اور اللہ کی محبت بھی حاصل ہوجائے تو پھر آپ آج ہی سے نیک اعمال کو بجالانا شروع کردیں کیونکہ اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں آپ کے لئے یہ وعدہ کررکھا ہے کہ "إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا" بیشک

جوایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کئے ہیں ان کے لئے اللہ رحمان محبت پیدا کردے گا۔(مریم:96)اگر آپ اللہ کی محبت کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر سب سے پہلے ایمان کے بعد نیک اعمال کو انجام دیجئے اور یاد رکھ لیجئے نیک اعمال کے بغیر اللہ کی محبت کبھی بھی کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی ہے گرچہ وہ سید وسادات گھرانے سے ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ فرمان مصطفی ﷺ ہے "وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ" جس کا عمل اسے پیچھے چھوڑ دے تو اس کا حسب ونسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا ہے۔(مسلم:2699) کتنے بڑے نادان ہیں وہ لوگ جو بے نمازیوں، داڑھی مونڈھے، دیوانے اور مجنوں، بیڑی اور سگریٹ وحقہ پینے والوں اور کبھی غسل نہ کرنے والوں کو اللہ کا ولی سمجھ بیٹھتے ہیں۔اعاذنا اللہ۔

(2)تقوی اختیار کرو اور اللہ کی محبت کو پالو:

میرے پیارے پیارے اسلامی بھائیو اور بہنو! ہم اور آپ اگر یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی محبت مل جائے تو پھر اپنے آپ کو متقی بنائیے، اپنے دل کے اندر تقوی پیدا کیجئے کیونکہ جو لوگ بھی تقوی کو اختیار کرتے ہیں تو ایسے لوگوں سے اللہ تعالی محبت کرنے لگ جاتا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے اور قرآن میں اس بات کا ذکر بار بار آیا ہے کہ " إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ " اللہ تعالی متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔(التوبہ:7)ایک دوسری جگہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے " بَلَى مَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ وَاتَّقَى فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ " کیوں نہیں البتہ جو شخص اپنا قرار پورا کرے اور پرہیزگاری کرے، تو اللہ تعالی بھی ایسے پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے۔(ال عمران:76)اور آپ ﷺ نے بھی فرمایا " إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ " کہ بے شک اللہ تعالی اس بندے سے محبت کرتا ہے جو متقی و پرہیزگار، بے نیاز اور پوشیدہ نیکی کرنے والا ہو۔(مسلم:2965)اب آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ متقی کون ہے اور تقوی کسے کہتے ہیں تو سنئے بقول حضرت علیؓ کہ " اَلتَّقْوىٰ هِيَ الْخَوْفُ مِنَ الْجَلِيْلِ وَالْعَمَلُ بِالتَّنْزِيْلِ وَالْقِنَاعَةُ بِالْقَلِيْلِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِيَوْمِ الرَّحِيْلِ " تقوی اس چیز کا نام ہے کہ اللہ سے ڈر وخوف کو اپنایا جائے اور قرآن کے مطابق عمل کیا جائے اور تھوڑے رزق پر قناعت کی جائے اور یوم آخرت کے لئے تیاری کی جائے،(مجلة البحوث الاسلامية:69/289)اور ابن مسعودؓ نے کہا کہ تقوی یہ ہے " أَنْ يُطَاعَ فَلَا يُعْصَى وَأَنْ يُذْكَرَ فَلَا يُنْسَى وَأَنْ يُشْكَرَ فَلَا يُكْفَرَ " کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے، اور اللہ کو یاد رکھا جائے اور بھلایا نہ جائے، اور اللہ کا شکر بجالایا جائے اور ناشکری نہ کی جائے۔(تفسیر طبری:5/639)اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ آپ سے محبت کرے تو پھر اپنے دل کے اندر تقوی وللہیت اور خوف خدا کو پیدا کیجئے اور اپنے لئے اللہ سے تقوے کا بھی سوال کرتے رہئے جیسا کہ اس سلسلے میں مسلم شریف اور ابن ماجہ وغیرہ کے اندر وہ دعا مذکور ہے جو آپ ﷺ اکثر وبیشتر مانگا کرتے تھے کہ " اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى " اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، تقوی، پاک دامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔(مسلم:2721،ابن ماجہ:3832)

(3)طہارت وپاکیزگی کا اہتمام کرو اور اللہ کی محبت کو حاصل کرلو:

اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ایک انسان کو اس کے عین فطرت کے مطابق وموافق دنیا وآخرت کی ہر طرح کی خیر وبھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اب دیکھئے کہ فطری طور پر ہر انسان کو صفائی وستھرائی اور خوشبو وپاکیزگی پسند ہے اور اسی کے برعکس ہر انسان کو گندگی وبدبو ناپسند ہے، یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے انسانی فطرت کے موافق یہ فرمان سنایا کہ ہر آن و ہمہ وقت اپنے آپ کو پاک وصاف رکھنا اور طہارت وپاکیزگی کا خیال رکھنا یہ نصف یعنی آدھا ایمان ہے جیسا کہ فرمان مصطفی ﷺ ہے "اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ" کہ پاکی وصفائی کا اہتمام کرنا یہ نصف یعنی آدھا ایمان ہے۔(مسلم:223)طہارت وپاکیزگی اور صفائی کا خاص خیال رکھنا یہ آدھا ایمان کیوں نہ ہو جب کہ آج سائنس نے بھی یہ ثابت کردیا ہے کہ طہارت وپاکیزگی جہاں ہوگی وہاں صحت مندی اور تندرستی اور جہاں گندگی ہوگی وہاں بیماریاں ہی بیماریاں ہوں گی الغرض جہاں ایک طرف طہارت وپاکیزگی کی روحانیت کی غذا ہے اور نصف ایمان ہے وہیں پر دوسری طرف اس کی سب سے بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ اس سے رب کی رضا وخوشنودی بھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے "وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ" اور اللہ تعالی خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔(التوبة:108)

(4)توبہ کرتے رہا کرو کیونکہ اس سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے:

انسان گناہوں کا پتلا ہے اور انسان سے گناہوں کا صدور ہوجانا یہ انسانی خاصہ ہے مگر گناہوں پر نادم وپشیمان ہوکر تائب ہوجانا یہ انسانی صفت ہے اور اپنے گناہوں پر ڈٹ جانا یہ ابلیسی صفت ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے توبہ کرنے والوں کو سب سے بہترین لوگ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ " كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ " ہر انسان گناہوں اور خطاؤں کا پتلا ہے اور بہترین خطا کار وہ لوگ ہیں جو کثرت سے توبہ کرتے رہتے ہیں۔(ابن ماجہ:4251،اسنادہ:حسن) توبہ کرنا جہاں ایک طرف اچھے اور بہترین لوگوں کی علامت وخصلت ہے وہیں پر دوسری طرف توبہ کرنے سے رب العزت خوش بھی ہوتا ہے اور ایسے لوگوں سے محبت بھی کرتا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے " إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ " اللہ تعالی توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔(البقرة:222)

(5) اطاعت رسول ﷺ کو اپناؤ اور اللہ کی محبت کو پالو:

جن اعمال کی وجہ سے ایک انسان کو اللہ کی محبت حاصل ہوسکتی ہے اس میں سب سے اہم چیز اطاعت رسول ﷺ ہے، اطاعت رسول ہی وہ چیز ہے جو ایک مسلمان کو دنیا وآخرت میں کامیابی سے ہمکنار کرسکتی ہے، اطاعت رسول کے بغیر نہ تو کوئی مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان کہلائے جانے کا مستحق ہے اور نہ ہی اطاعت رسول کے بغیر کوئی عمل اس کی قبول ہوسکتی ہے، قرآن مجید کے اندر جگہ جگہ پر اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اطاعت رسول ہی اللہ کی اطاعت ہے، اطاعت رسول ہی ایک مومن کی پہچان ہے، اطاعت رسول سے ہی اخروی نجات ممکن ہے الغرض اطاعت رسول سے ہی دنیا وجہاں میں کامیابی ممکن ہے، صرف یہی نہیں بلکہ اطاعت رسول ہی وہ چیز ہے جس سے ایک انسان کو اللہ کی محبت سب سے پہلے حاصل ہوسکتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے " قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ " کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (آل عمران: 31)

(6) احسان کرو! اللہ کی محبت تمہیں مل جائے گی:

جن اعمال کی وجہ سے ایک انسان محبوب خدا بن جاتا ہے ان میں سے ایک احسان کرنا بھی ہے، احسان کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالی کی تمام مخلوق انسان وحیوان، چرند وپرند وغیرہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور اللہ تعالی کی عبادت وبندگی اور تمام نیکیوں کو بہترین طور وطریقے سے اور اخلاص کے ساتھ بجالائے، اس بارے میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے " وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ " اور سلوک واحسان کرو، اللہ تعالی احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (البقرۃ: 195) ایک دوسری جگہ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ " الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ " جو لوگ آسانی میں سختی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالی ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔ (آل عمران: 134)

(7) مصائب ومشکلات پر صبر کرنے والوں کو اللہ کی محبت مل جاتی ہے:

اس دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں جس کو مصیبتوں اور پریشانیوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا ہو، ہر انسان کو اس کی موت تک کسی نہ کسی شکل میں کوئی نہ کوئی پریشانی ومصیبت لاحق ہوتی رہتی ہے، اب اس انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ اس مصیبت پر جزع وفزع اور آہ وبکا کرے یا پھر رب کا شکر بجالائے، اگر انسان جزع وفزع اور آہ وبکا کرے گا تو اسی کا نقصان ہوگا اور اگر صبر سے کام لے گا تو اسی کا بھلا اور فائدہ ہوگا کیونکہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر وثواب سے نوازا جائے گا جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے " إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ " صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔ (الزمر: 10) صبر کرنے والوں کو جہاں بے حساب اجر وثواب سے نوازا جائے گا وہیں پر دوسری طرف ایسے لوگوں کو رب کی رضا وخوشنودی بھی حاصل ہوجاتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے " وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ " اور اللہ صبر کرنے والوں کو (ہی) چاہتا ہے۔ (آل عمران: 146)

(8) آزمائشوں سے دوچار ہونے والے مومن کو بھی اللہ کی محبت مل جاتی ہے:

ہم انسانوں پر جو بھی مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور جو کچھ بھی ہمیں غم وپریشانی لاحق ہوتی ہے وہ کبھی ہمارے برے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے تو کبھی ہمارے اوپر یہ ساری چیزیں بطور آزمائش نازل کی جاتی ہیں، اب آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ ہم یہ کیسے جانیں کہ کون سی مصیبت باعث آزمائش ہے اور کون سی مصیبت باعث سزا، تو اس کی پہچان آپ اس طرح سے کرسکتے ہیں کہ جس مصیبت وپریشانی سے ایک انسان اللہ کے قریب ہوجائے تو وہ مصیبت اس کے لئے باعث آزمائش تھی اور جس مصیبت سے ایک انسان اللہ سے دور ہوجائے تو وہ مصیبت اس کے برے اعمال وکرتوت کی وجہ سے اس کے لئے باعث سزا تھی۔

آپ یہ بات جان لیں کہ جو مسلمان اپنے ایمان وعقیدے میں جتنا پختہ ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ ابتلا وآزمائش سے دوچار ہوگا اور جتنا وہ اس ابتلا وآزمائش پر صابر وشاکر رہے گا اتنا ہی اسے رب کی رضا وخوشنودی ملے گی جیسا کہ سیدنا انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا " عِظَمُ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ " زیادہ ثواب بڑی آزمائش سے ہی حاصل ہوتا ہے، " وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ " اور اللہ تعالی جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کردیتا ہے، اب جو اس آزمائش پر راضی برضا رہے گا تو اسے اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل ہوگی اور جو ناراض ہوجائے گا تو اسے اللہ کی ناراضگی ہی حاصل ہوگی۔ (ابن ماجہ: 4031، ترمذی: 2396، وقال الألبانیؒ اسنادہ حسن) اس لئے ہمیشہ ہر مصیبت وپریشانی کے وقت صبر وسہارا رکھو اور ہر مصیبت وپریشانی کو اپنے لئے برامت سمجھو بلکہ اللہ سے اچھی امید رکھو اور یہ حدیث یاد رکھو کہ اللہ جس کے ساتھ خیر وبھلائی کا ارادہ رکھتا ہے اسے ہی مصیبت وپریشانی سے دوچار کرتا ہے جیسا کہ سیدنا انسؓ سے ہی مروی حدیث کے اندر ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ " إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا " جب اللہ تعالی اپنے بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دنیا میں ہی جلد سزا دے دیتا ہے " وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ

الــقِيَــامَةِ " اور جب اپنے بندے سے شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کے باوجود اس سے سزا کو روک لیتا ہے، یہاں تک کہ اسے قیامت کے دن پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔(ترمذی:2396،وقال الألبانیؒ اسنادہ حسن)

(9)اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرو!رب کی محبت تمہیں مل جائے گی:

برادران اسلام! جو لوگ بھی ایک دوسرے سے صرف اور صرف ایک اللہ کے لئے محبت کریں گے اور ایک اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے ایک دوسرے سے تعلقات قائم رکھیں گے تو ایسے لوگوں کو بھی اللہ کی محبت حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ ابوادریس خَوْلانیؒ کہتے ہیں کہ دمشق کی ایک مسجد میں میری ملاقات سیدنا معاذ بن جبلؓ سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ " وَاللّٰـهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ لِلّٰـهِ " اللہ کی قسم میں آپ سے صرف اور صرف اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں! تو انہوں نے مجھ سے تین مرتبہ پوچھا کہ اللہ کی قسم! کیا ایسا ہی ہے، تو میں نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا کہ اللہ کی قسم! جی ہاں! ایسا ہی ہے تو انہوں نے میری چادر کا کونہ پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچتے ہوئے فرمایا کہ تم یہ خوشخبری حاصل کرلو کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ رب العزت کا یہ کہنا ہے کہ " وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَلِلْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ، وَلِلْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ، وَلِلْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ " میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہو جاتی ہے جو میری ذات کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور میری ذات کی خاطر ایک دوسرے کے ساتھ اٹھتے اور بیٹھتے ہیں اور میری ذات کی خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری ذات کی خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔(صحیح الترغیب والترھیب للألبانیؒ:3018) اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کی فضیلت میں ایک اور حدیث میں ہے کہ ابو مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا معاذؓ سے کہا کہ اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور یہ محبت کسی دنیاوی فائدے حاصل کرنے کی وجہ سے نہیں ہے کہ جس کے بارے میں مجھے یہ امید ہو کہ مجھے آپ سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے گا، اور نہ ہی یہ محبت میرے اور آپ کے درمیان کسی رشتے داری کی وجہ سے ہے، انہوں نے فرمایا کہ جب ایسی کوئی چیز نہیں ہے تو پھر کس وجہ سے تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ اللہ کی وجہ سے۔تو انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑا اور پھر فرمایا کہ اگر تو سچے ہو تم یہ خوشخبری حاصل کرو کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "اَلْمُتَحَابُّونَ فِي اللّٰـهِ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ يَغْبِطُهُمْ بِمَكَانِهِمِ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ " اللہ تعالی کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے لوگ اس دن عرش کے سائے میں ہوں گے، جب اس کے سائے کے علاوہ کوئی اور دوسرا سایہ نہیں ہوگا اور ان لوگوں کے اس مقام ومرتبے پر پہنچنے کی وجہ سے انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ابو مسلم بیان کرتے ہیں کہ میری ملاقات سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے ہوئی تو میں نے سیدنا معاذؓ کی بیان کردہ حدیث انہیں سنائی تو انہوں نے یہ کہا کہ میں نے بھی آپ ﷺ کو یہ حدیث قدسی بیان کرتے ہوئے سنا کہ اللہ رب العزت کا یہ کہنا ہے کہ " حَقَّتْ مَحَبَّتِي عَلَى الْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي عَلَى الْمُتَنَاصِحِينَ فِيَّ وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي عَلَى الْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ هُمْ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ وَالصِّدِّيقُونَ" میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہو جاتی ہے جو میرے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں، میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہو جاتی ہے جو میری خاطر ایک دوسرے کی خیرخواہی کرتے ہیں، میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہو جاتی ہے جو میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں، یہ لوگ نور کے بنے ہوئے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے اور انبیاء، شہداء اور صدیقین بھی ان لوگوں پر رشک کریں گے۔(صحیح الترغیب والترھیب للألبانیؒ:3019) میرے دوستو! اللہ کیلئے محبت کرنا یہ کتنی عظیم چیز ہے اور اس کی فضیلت کتنی عظیم ہے آیئے اس بارے میں ایک اور پیاری سی حدیث کو سنتے ہیں، سیدنا عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا" إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللّٰـهِ تَعَالَى " اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو نہ تو نبی ہوں گے اور نہ ہی شہداء مگر ان کے بلند مقام ومرتبے کی وجہ سے ان پر انبیاء وشہداء بھی رشک کریں گے، صحابۂ کرام نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ہمیں بتادیں کہ وہ خوش نصیب کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا" هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللّٰهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللّٰهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ وَإِنَّهُمْ عَلَى نُورٍ لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ " کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں اللہ کی کتاب یا اللہ کے ساتھ محبت کی بنا پر محبت کرتے تھے، حالانکہ ان کا آپس میں کوئی رشتہ ناتا یا مالی لین دین نہ تھا، اللہ کی قسم! ان کے چہرے پُرنور ہوں گے اور وہ نور پر ہوں گے، جب لوگ خوف زدہ ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غمگین و پریشان ہو رہے ہوں گے تو انہیں کوئی غم اور پریشانی نہ ہوگی، پھر آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت کی کہ " أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰـهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ " آگاہ رہو! اللہ کے ولیوں کو کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ غم کھائیں گے۔(یونس:62)۔(ابوداود:3527،وقال الألبانیؒ اسنادہ صحیح)

(10)انصاف کرو اور اللہ کی محبت کو حاصل کرلو:

محترم قارئین! جن لوگوں سے اللہ محبت کرتا ہے ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو اپنی زندگی کے تمام معاملات میں انصاف سے کام لیتے ہیں، جو اپنی اولاد کے درمیان میں انصاف سے کام لیتے ہیں، جو اپنے ماتحت لوگوں کے درمیان میں

انصاف سے کام لیتے ہیں، جولوگوں کے درمیان صلح وغیرہ کرانے میں انصاف سے کام لیتے ہیں، جولوگوں کے درمیان پنچایت کرنے کے وقت انصاف سے کام لیتے ہیں، جواپنی زمین وجائیداد کی تقسیم کے وقت انصاف سے کام لیتے ہیں،فرمان باری تعالی ہے" وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ "اورعدل کرو بیشک اللہ تعالی انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(الحجرات:9)ایک دوسری جگہ اللہ رب العالمین نےفرمایا "وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ "اوراگرتم فیصلہ کروتوان میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو،یقیناً عدل والوں کے ساتھ اللہ محبت رکھتا ہے۔(المائدہ:42)

میرے دوستو!انصاف کرنے والوں کو اللہ کتنا پسند کرتا ہے اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو رب العزت کل قیامت کے دن اپنے دائیں جانب نور کے منبروں پر بیٹھائے گا جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا"إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ " بے شک انصاف کرنے والے لوگ اللہ کے پاس دائیں جانب نور کے منبروں پرجلوہ افروز ہوں گے اور اللہ رب العزت کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں،اور یہ خوش نصیب وہ لوگ ہوں گے جو"الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا "اپنی رعایااوراپنے اہل وعیال اورجس کا انہیں ذمہ دار بنایا گیا تھا اس میں وہ عدل وانصاف سے کام لیتے تھے۔(مسلم:1827)

(11)اللہ پر بھروسہ کرنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے:

جن لوگوں کو اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہیں ان خوش نصیب افراد میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو اپنی زندگی کے ہر معاملے میں اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں، یہ توکل علی اللہ جہاں ایک طرف مومن کی نشانی وپہچان ہے وہیں پر دوسری طرف یہ توکل علی اللہ ایک ایسی عبادت ہے جس کو اپنانے اوراختیار کرنے والا کبھی مایوس نہ ہوگا اور نہ ہی کبھی ناکام ونامراد ہوگا اور یہ توکل علی اللہ ہی وہ دوا ہے جس سے ہر بگڑی بن جاتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے "وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا"آپ اللہ ہی پرتوکل رکھیں وہ کارسازی کے لئے کافی ہے۔(الاحزاب:3)ایک دوسری جگہ پر فرمان باری تعالی ہے"وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ "اور جو شخص اللہ پرتوکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔(الطلاق:3)یہ توکل علی اللہ ہی وہ ہتھیار ہے جس سے ایک انسان کے جان ومال کی حفاظت کی جاتی ہے اگر آپ کو میری باتوں پر یقین نہ آئے تو پھر سیدہ ہاجرہ اوران کے معصوم بیٹے سیدنا اسماعیل علیہما الصلاۃ والسلام کے اس واقعے کو یاد کیجئے کہ سیدہ ہاجرہ اور ان کے معصوم ننھے منے بیٹے اسماعیل علیہما الصلاۃ والسلام کو جب بے آب وگیاہ میدان میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے چھوڑا تو اس وقت سیدہ ہاجرہ نے اللہ پر بھروسہ دکھاتے ہوئے اپنے سرتاج سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ کہا تھا کہ "إِذَنْ لا يُضَيِّعُنَا " آپ بےفکر ہوکر جائیں جب یہ اللہ کا حکم ہے تو پھر اللہ ہمیں ضائع وبرباد نہیں کرے گا،(بخاری:3364)اوردنیا جانتی ہے کہ اللہ نے کس طرح سے دونوں ماں بیٹے کے جان ومال کی حفاظت کی،اسی طرح سے توکل علی اللہ ایک ایسی عبادت ہے جس سے رزق کے دروازے بھی وا ہوتے ہیں جیسا کہ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے " لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا "اگر تم اللہ پر ویسے ہی بھروسہ کرو جیسا کہ اللہ پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو اللہ تمہیں اس طرح سے رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو اپنے گھونسلوں سے بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہوکر لوٹتے ہیں۔(ابن ماجہ:4164،ترمذی:3344،وقال الالبانیؒ:اسنادہ صحیح)یہ توکل علی اللہ ایک ایسی عبادت ہے جس کو اپنانے اوراختیار کرنے والے لوگ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جائیں گے۔(مسلم:218،بخاری:6541)توکل علی اللہ کی یہ ساری فضیلتیں ایک طرف مگر دوسری سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ جو انسان بھی توکل علی اللہ کو اپناتا ہے تو اللہ رب العزت اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے" إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ "بے شک اللہ تعالی توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(آل عمران:159)

(12)نرمی کو اپناؤ!اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا:

جن خوش نصیب افراد کو اللہ پسند کرتا ہے اورجن سے رب العزت محبت کرتا ہے ان میں سے ایک وہ خوش نصیب انسان بھی ہے جو نرمی کو اپناتا ہے کیونکہ یہ نرمی کرنا اللہ کو ہر کام میں بے حد پسند ہے،صرف پسند ہی نہیں بلکہ نرمی اختیار کرنے پر رب العزت وہ سب کچھ عطا بھی کردیتا ہے جن سے سختی کو اپنانے والے لوگ محروم رہتے ہیں،جیسا کہ اماں عائشہؓ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے انہیں یہ نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے عائشہؓ ایک بات یاد رکھنا کہ " إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ " بے شک اللہ تعالی نرمی کرنے والا اور نرمی کو پسند کرتا ہے اورنرمی کی وجہ سے اللہ رب العزت وہ سب کچھ عطا فرماتا ہے جو سختی کی بنا پر عطا نہیں فرماتا ہے، بلکہ جتنا نرمی کی بنا پر اللہ رب العزت عطا کرتا ہے اتنا تو کسی بھی بات پر عطا نہیں کرتا ہے۔(مسلم:2593)ایک دوسری روایت کے اندر ہے اماں عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا" إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ " جب اللہ تعالی کسی گھر والوں کے ساتھ خیروبھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ ان میں نرمی کو پیدا فرمادیتا ہے۔(الصحیحۃ:1219،مسند احمد:24427)آپ ﷺ کی یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا کہ

جو گھر والے بھی نرمی کو اپنائیں گے ہمیشہ فائدے میں رہیں گے اور جو گھر والے بھی سختی کو اپنائیں گے ہمیشہ نقصان اٹھائیں گے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا " مَا أُعْطِيَ أَهْلُ بَيْتِ الرِّفْقَ إِلَّا نَفَعَهُمْ وَلَا مُنِعُوهُ إِلَّا ضَرَّهُمْ " کہ جس گھر والوں کو نرمی عطا کی جاتی ہے تو یہ نرمی ان کو فائدہ دیتی ہے اور جس گھر والوں کو بھی نرمی سے محروم کردیا جاتا ہے تو وہ گھر والے نقصان ضرور اٹھاتے ہیں۔(الصحیحۃ: 942،صحیح الجامع للألبانیؒ: 5541) سبحان اللہ!! آپ ﷺ نے نرمی اپنانے والوں کو کتنی بڑی بڑی فضیلتیں سنائی ہے کاش کہ ہم سب اپنے تمام معاملات میں نرمی کو اختیار کرتے، اگر آپ اپنے رب کی بے پایاں انعام واکرام کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر اپنی زندگی میں، اپنے معاملات میں، اپنے خاندانی وسماجی ومعاشرتی مسائل میں اور اپنے لین دین میں، اپنے کاروبار میں نرمی کو اپناؤ کیونکہ جو لوگ بھی نرمی کو اپناتے ہیں تو ایسے لوگوں کے حق میں نبی اکرم ومکرم ﷺ نے بھی دعا دیتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ رب العزت بھی ایسے لوگوں پر رحم کرے جو نرمی کو اپنائے جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا " رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى " اللہ تعالی ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔(بخاری:2076) صرف اللہ رحم ہی نہیں کرتا ہے بلکہ ایسے لوگوں سے اللہ محبت بھی کرتا ہے جو اپنے خرید وفروخت اور لین دین میں نرمی کو اپناتے ہیں جیسا کہ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا " إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ سَمْحَ الشِّرَاءِ سَمْحَ الْقَضَاءِ " بے شک اللہ تعالی اس انسان سے محبت کرتا ہے جو بیچنے میں، خریدنے میں اور قرض کی ادائیگی میں نرمی کو اپنائے۔ (ترمذی:1319، الصحیحۃ:899) ایک دوسری روایت کے اندر ہے حضرت ابوعِنَبَۃ خَوْلانیؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا " إِنَّ لِلّٰهِ آنِيَةً مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَآنِيَةُ رَبِّكُمْ قُلُوبُ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ وَأَحَبُّهَا إِلَيْهِ أَلْيَنُهَا وَأَرَقُّهَا " کہ بے شک اہل زمین میں سے اللہ تعالی کے لئے برتنیں ہیں اور تمہارے پروردگار کے برتن نیک لوگوں کے دل ہیں اور ان میں سب سے زیادہ محبوب وپسندیدہ وہ لوگ ہیں جو نرمی اور شفقت کرنے والے ہیں۔(الصحیحۃ:1691) میرے دوستو! آپ ﷺ کی یہ نصیحت اور آپ ﷺ کا یہ فرمان ہمیشہ یاد رکھنا کہ " فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ " جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے تو یہ اس کو خوبصورت بنادیتی ہے اور جس چیز سے بھی نرمی چھین لی جاتی ہے تو یہ اس کو عیب دار بنادیتی ہے۔(الصحیحۃ:524، ابوداؤد:2478)

(13) دنیا میں مگن نہ رہنے والوں کے لئے اللہ کی محبت کا اعلان:

میرے دوستو! اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ آپ سے محبت کرنے لگے تو پھر آپ دنیا سے بے رغبت ہوجاؤ اور دنیا کے پیچھے نہ بھاگو، اس دنیا کی حیثیت تو اللہ رب العزت کی نگاہ میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت اس دنیا اور اس دنیا کے مال ومنال سے سے بھی نوازتا ہے جسے پسند نہیں کرتا ہے مگر اللہ اپنی محبت سے سب کو نہیں نوازتا ہے اسی لئے دنیا سے اتنا ہی دل لگاؤ جتنا کہ تمہارا گذر بسر ہوجائے اور اگر زیادہ دل لگاؤ گے تو پھر ایک نہ ایک دن بہت پچھتاؤ گے اور خون کے آنسو روؤ گے کیونکہ یہ دنیا اور اس کی تمام رعنائی وخوبصورتی ایک نہ ایک دن فنا ہونے والی ہے مگر رب العزت اور اس کی محبت کو کبھی زوال نہیں اس لئے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو رب کی محبت حاصل ہوجائے تو پھر آج سے ہی ایک آسان عمل پر عمل پیرا ہوجائیں، اللہ آپ سے محبت کرنے لگے گا، حضرت سھل بن سعد ساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گویا ہوا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ " دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ " مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے کہ اگر میں وہ کرنے لگوں تو رب العزت بھی مجھ سے محبت کرنے لگے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ " إِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللَّهُ وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ " دنیا سے بے رغبت ہوجاؤ اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ بھی ہے اس سے تم بے نیاز ہوجاؤ یعنی ان کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھو، لوگ بھی تم سے محبت کرنے لگیں گے۔(ابن ماجہ:4102، الصحیحۃ:944) یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھ لیں کہ رب کی محبت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اور جسے رب کی محبت مل گئی تو سمجھو اس کی دنیا وآخرت سنور گئی۔

(14) تین قسم کے لوگوں سے اللہ محبت کرتا ہے:

تین قسم کے لوگ ایسے خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے، نمبر ایک وہ خوش نصیب انسان جو متقی ہو یعنی اپنے دل میں ہر آن اور ہر لمحہ اللہ کا ڈر وخوف رکھ کر جیتا ہو، نمبر دو وہ انسان جو لوگوں کے مال ودولت پر نگاہ نہ رکھتا ہو بلکہ وہ ان سے بے نیاز ہو اور نمبر تین وہ انسان جو گمنام ہو یعنی چھپ چھپا کر نیکیاں کرتا ہو اور ریاکاری وشہرت کے مقامات سے بچتا ہو اور لوگوں کے معاملات میں بلاوجہ میں دخل نہ دیتا ہوں جیسا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا " إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ " کہ بے شک اللہ رب العزت متقی، بے نیاز اور چھپے آدمی سے محبت کرتا ہے۔(مسلم:2965، الصحیحۃ:3514)

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

محمد ہاشم بشیر احمد تیمی
استاذ جامعۃ الامام ابن تیمیہ

پختہ قبر کی شرعی حیثیت

بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے امت محمد یہ کو''خیر امت'' اور''امت وسط'' بنایا ہے، دین اسلام وسطیت ومیانہ روی اور اعتدال وتوازن کا حامل ہے۔ یہ مذہب گمراہی کے دونوں سرے غلو اور تقصیر سے محفوظ ہے۔

انسان کے ازلی دشمن شیطان کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ انسان کو کسی نہ کسی گمراہی میں مبتلا کردے۔ یا تو انسان کو دین پسندی ودینداری سے دور کر کے تفریط وتقصیر کا شکار بنادے۔ یا دینداری کے جذبات کا ناروا استعمال کر کے اسے افراط اور غلو میں مبتلا کردے۔

واضح رہے کہ تفریط وتقصیر کے مقابلے میں افراط اور غلو زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ افراط وتقصیر میں عموماً غلطی کا احساس ہوتا ہے اور اس لئے توبہ کی بھی توقع ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف غلو میں مبتلا شخص اپنے کو برحق سمجھتا ہے۔ بزعم خود اپنی دینداری میں مست اور مگن ہوتا ہے۔ جب کہ درحقیقت راہ حق اور صراط مستقیم سے وہ دور جاچکا ہوتا ہے۔ کیونکہ صراط مستقیم ہر افراط وتفریط سے پاک ہے۔ قرآن مجید، سنت صحیحہ اور سلف صالحین کی روش ہر غلو سے روکتی ہے۔

زیر نظر مضمون''پختہ قبر کی شرعی حیثیت'' دراصل اس کا تعلق اسی غلو اور شخصیت پرستی سے ہے، جو کہ شریعت اسلامیہ میں یہ عمل سراسر غلط اور حرام ہے۔

چنانچہ صورت مذکورہ یعنی قبروں کو پختہ بنانے کے تعلق سے جب ہم شرعی نصوص اور کتاب وسنت کے دلائل پر تحقیقی نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قبروں کو پختہ بنانا یا ان پر کسی طرح کی کوئی تعمیر کرنا جائز اور درست نہیں ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ رسالت، عہد صحابہ اور قرون مفضلہ میں امت اسلامیہ اسی پر عمل پیرا تھی، چنانچہ قبریں زمین سے صرف ایک بالشت اونچی رہتی تھی اور ان پر کوئی تعمیر، کوئی چونا گچ نہیں کیا جاتا تھا بلکہ کسی بھی طرح سے انہیں پختہ بنانے سے شدید احتراز کیا جاتا تھا اور یہی عمل اہل علم اور دانش کی تحقیقات کے مطابق ہے، خاص طور پر ائمہ اربعہ اور معروف فقہی مذاہب کے یہاں بھی اسی عمل پر فتویٰ ہے، تمام فقہی مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قبروں کو پختہ بنانا کسی بھی شکل اور صورت میں جائز اور درست نہیں ہے، بعض متاخرین علماء نے یا بعض اہل مسالک نے قبروں کی پختگی اور اس پر مزارات کی تعمیر کے لئے جو دلیلیں دی ہے وہ انتہائی بے جوڑ اور بے معنی ہیں اور مستند دلائل وبراہین کی روشنی میں صحیح اور درست نہیں ہیں، احادیث مبارکہ میں اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بابت صریح طور پر جو بات ثابت ہے وہ یہی ہے کہ قبروں کو پختہ بنانا درست نہیں ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں یہ بات صراحتاً وارد ہے، جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر چونا گچ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے، (صحیح مسلم، کتاب الجنائز- 970 /سنن ابی داؤد، حدیث نمبر-3225 /سنن ترمذی، حدیث نمبر-1052)۔

معروف حنفی فقیہ علامہ ابن عابدین اس بابت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ قبر پر کسی طرح کی کوئی تعمیر کرنا، گھر بنانا یا اس پر قبہ وغیرہ بنانا ناپسندیدہ ہے (الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین (رد المختار) (2 / 237) کتاب الآثار امام محمد رحمہ اللہ/ص ۹۸ میں لکھا ہے: کہ قبر کو چونا گچ کرنا اور اس کو لیپنا یا اس کے پاس مسجد یا نشان بنانا یا اس پر اور کوئی مکان بنانا یا پختہ کرنا مکروہ یعنی ممنوع ہے یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے، اور''الموسوع الفقیہ'' (11 / 342) میں اسی بات پر فقہائے کرام کا اتفاق نقل کیا گیا ہے، اسی لیے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اس پر تمام ائمہ اسلام کا اتفاق نقل کیا ہے، فقیہ علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بہت پیاری بات تحریر کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ:''قبرستان فوت شدگان کا علاقہ ہے، زندہ افراد وہاں نہیں رہتے کہ وہاں پر زیب وزیبائش کا کام کیا جائے، اور سیمنٹ پر مرثیے لکھے جائیں، قبرستان فوت شدگان کا علاقہ ہے، اس لئے قبرستان کو اسی حالت میں رکھا جائے جس حالت میں موجود ہے، تاکہ قبرستان کے پاس سے گزرنے والے لوگ نصیحت حاصل کریں۔

زاد المعاد فی ھدی خیر العباد میں ہے:

ولم يكن من هديه صلى الله عليه وسلم تغليه القبور ولا بناؤها بآجر، ولا بحجر ولبن ، ولا تطيينها، ولا بناء القباب عليها، فكل هذا بدعة مكروهة، مخالفة لهديه صلى الله عليه وسلم: وقد بعث على بن أبى طالب رضى الله عنه الى اليمن الا يدع تمثالا الا طمسه، ولا قبرا مشرفا الا سواه، فسنته صلى الله عليه وسلم تسوية هذه القبور المشرفة كلها (ونهى أن يجصص القبر وأن يبنى عليه وأن يكتب عليه وكانت قبور أصحابه لا مشرفة ولا لاطئة وهكذا كان قبره الكريم، وقبر صاحبيه، فقبره صلى الله عليه وسلم مسنم مبطوح ببطحاء

العرصة الحمراء لامبني ولا مطين وهكذا كان قبر صاحبيه (فضل لا تعلى القبور ولا تشيد ج١ ص٥٠٥ ط:مكتبة المنار)

کتاب وسنت کے دلائل اور ائمہ کرام کے آثار واقوال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دین اسلام میں پختہ قبر کی کوئی شرعی حیثیت حاصل نہیں ہے، بلکہ یہ عمل بدعت وخرافات پر مبنی ہے، اسلام میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔

خالص عقیدہ توحید کی نشر واشاعت اور مسلم سماج میں کفر وشرک اور بدعت و خرافات کے ازالے کے لیے یوں تو مملکت سعودی عرب نے بے شمار قسم کے اقدامات کیے لیکن ان کا سب سے بڑا اور سب سے اہم قدم جس نے شرک و بدعت کے ایوان میں زلزلہ پیدا کر دیا تھا 8 شوال سن 1344 ہجری میں بقیع کے اندر تعمیر شدہ مزاروں کا انہدام ہے، جس نے عالم بدعت وشرک کے اندر ایک طوفان کھڑا کر دیا، کچھ اپنے بھی ان کی اس خالص دینی عمل سے وقتی طور پر ناراض ہو گئے، لیکن شرک وکفر اور بدعات وخرافات کے ایوان میں آج بھی ماتم پسرا ہوا ہے۔

ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم سے نوازا ہو اور ہر مسلمان جو اسلام کے نظریے توحید کو سمجھتا ہو وہ یقیناً سعودی عرب کے ذریعہ مزاروں کی مسماری کے جرأت مندانہ عمل کو ایک اصلاحی اور تجدیدی کارنامہ گردانے گا، کیونکہ یہ جگ ظاہر ہے کہ یہ مزارات اور قبروں پر یہ عمارتیں شرک وکفر کے کھلے اڈے ہیں اور افسوس تو یہ ہے کہ مسلم اقوام ان چیزوں کو دین اور اللہ کی عبادت سمجھ کر انجام دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، اور خالص اتباع کتاب وسنت کی توفیق ارزانی بخشے۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

کتاب الآداب

مؤلف: فؤاد بن عبدالعزیز الشلھوب

مترجم: محمد نعیم محمد شفیع سلفی

تقدیم

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

صفحات:665 قیمت:-/300

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا ئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ''جریدہ ترجمان'' (اُردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج'' (ہندی)، نیز ماہنامہ ''دی سمپل ٹروتھ'' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

الحاج وکیل پرویز، ایم۔اے، بی۔ایڈ
ناظم مالیات، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(تیسری قسط)

ہمارا ماحول اور آلودگی

ماحول کے اجزاء Environmental segments

ہمارا ماحول چار کروں پر مشتمل ہے۔

ا۔ہوائی کرہ (Atmosphere)

کرہ زمین کے اطراف ہوا کا ایک حفاظتی غلاف ہے جو سورج سے آنے والی شعاعوں کو براہ راست زمین تک آنے نہیں دیتا۔ اس کی وجہ سے زمین کے درجہ حرارت کا توازن قائم رہتا ہے۔اس کے دو اہم اجزا آکسیجن اور نائٹروجن ہیں جبکہ آرگان، کاربن ڈائی آکسائیڈ اور دیگر گیسیں قلیل مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ آکسیجن حیوانات کے لئے جتنی ضروری ہے اتنی ہی کاربن ڈائی آکسائیڈ نباتات کے لئے ضروری ہے پورے شعائی ترکیب Photosynthesis کے ذریعہ ہوا سے کاربن ڈائی آکسائڈ اپنے دہن خلیوں Stomata کے ذریعے حاصل کرتا ہیں۔ اسی طرح نائیٹروجن ، امونیا گیس اور نائیٹروجن تروبجی بیکٹر یا یا Nitrogon Fixing Bacteria بھی جانداروں کے لئے اشد ضروری ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ہوا کی آلودگی میں بے تحاشہ اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ اضافہ اس کرہ ارض پر بسنے والے ذی روح اجسام کے لئے مسلسل خطرہ بنتے جا رہے ہیں۔

۲۔آبی کرہ Hydrosphere

سمندر، بحیرے، ندیاں، نہریں، تالاب، چشمے، آبشار، قطبی برفیلے علاقے اور زمینی پانی آبی کرہ کے وسائل ہیں۔ایک سروے کے مطابق آبشار اور قطبی برفیلے علاقہ سے تین فیصد اور بقیہ وسائل سے ۹۷ فیصد پانی حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ صرف ایک فیصد پانی انسان کے خوردونوش کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اس کے علاوہ پانی کا تیس فیصد آبپاشی کے لئے پچاس فیصد توانائی پیدا کرنے کے لئے، تیرہ فیصد کارخانوں میں استعمال اور سات فیصد گھریلو امور کے لئے استعمال ہوتا ہے۔سمندروں سے غذائی وسائل مچھلیاں، جھینگے اور سمندری پودے، صاف پانی سے مچھلیاں، جھینگے اور آبی پودے حاصل کئے جاتے ہیں۔ پہاڑوں سے بہتے ہوئے پانی سے بجلی تیار کی جاتی ہے۔ہم اپنی ضروریات زندگی کے ایک فیصد پانی کو بھی آلودہ کریں تو ہماری زندگی پر کتنے مضر اثرات پڑیں گے اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

۳۔زمینی کرہ Lithosphere

ہماری زمین اور اس کی مٹی مختلف نمکیات، نامیاتی اور غیر نامیاتی مرکبات اور پانی پر مشتمل ہے۔ یہ زمینی کرہ ہمارے لئے کتنی اہمیت کا حامل ہے اس کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ ہم اپنی ضرورت کی ہر چیز مثلاً غذا، معدنیات، پانی، لکڑی، کوئلہ اور ہر قسم کی نباتات اس سے حاصل کرتے ہیں۔

۴۔حیاتی کرہ Biosphere

زمینی کرہ پر بسنے والے تمام جاندار انسان، حیوانیات، نباتات، خشکی وآبی جاندار، زمین میں رہنے والے حشرات اور خوردبینی اجسام حیاتی کرہ کے اجزا ہیں۔ یہ ماحول کا سب سے اہم جز ہے۔ جس کا دارومدار ہوائی، آبی اور زمینی کروں پر ہے۔ان میں کسی بھی طرح کی ناخوشگوار تبدیلی حیاتی کرہ کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

ماحول کے قدرتی وسائل:

ا۔غیر نامیاتی وسائل Inorganic resources

ہوا، پانی اور معدنیات کا شمار غیر نامیاتی وسائل میں ہوتا ہے۔ہم غور کریں کہ یہ وسائل ہماری روزمرہ کی زندگی کے لئے کتنے اہم ہیں۔ ہوا کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ ہر پل سانس کے ذریعے صاف ہوا پھیپھڑوں میں داخل کرتے ہیں جو خون کو صاف کرکے واپس نکل جاتی ہے۔ اگر کچھ دیر ہوا نہ ملے یا اس کا دباؤ کم ہوجائے تو ہمیں سانس لینے میں نہایت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ ہمارے لئے قدرت کی بیش بہا نعمت ہے۔ ہوا کے بعد پانی ہماری زندگی کا لازمی جز ہے۔ جاندار بغیر پانی کے زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہ سکتے۔ صاف ستھرا پانی ہمارے جسم کو توانائی بخشتا ہے۔اسی طرح معدنیات کا بھی ہماری زندگی میں کافی دخل ہے۔ بغیر معدنیات کے ہم روزمرہ کے استعمال کے سامان حاصل نہیں کرسکتے۔ مختلف اقسام کی دھاتیں استعمال کئے جانے والی اشیا بنانے میں کام آتی ہیں۔ مثلا کھانے پینے کے برتن، لڑائیوں اور جنگوں کے اسلحے۔ فیکٹریوں کی مشین انہی معدنیات اور دھاتوں سے بنائے جاتے ہیں۔

۲۔نامیاتی وسائل Organic Resources:

رکازات، ایندھن، پودے، جانور، خوردبینی جاندار وغیرہ نامیاتی وسائل ہیں۔

رکازات سے میگنیز، پتھر کا کوئلہ وغیرہ حاصل کئے جاتے ہیں۔لکڑی،لکڑی کا کوئلہ، پتھر کا کوئلہ، پٹرول، ڈیزل، مٹی کا تیل بطور ایندھن استعمال کئے جاتے ہیں۔ ابتدا میں گھروں میں پکانے کے لئے لکڑی اور لکڑی کا کوئلہ کا استعمال عام تھا۔ دیہی علاقوں، ہوٹلوں، بڑے مطبخ وغیرہ میں پتھر کا کوئلہ استعمال کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ریلوے انجن کو چلانے کے لئے بھی پتھر کا کوئلہ استعمال کیا جاتا تھا۔ پٹرول اور ڈیزل کی ایجاد سے ان کے استعمال میں کمی واقع ہوگئی۔مختلف گاڑیوں، ریلوے انجن، فیکٹریوں کی مشینوں اور ہوائی جہاز میں انہی پٹرول اور ڈیزل کا استعمال کیا جانے لگا ہے آج سب سے زیادہ استعمال ہونے والے ایندھن یہی پٹرول اور ڈیزل ہیں۔

ہماری غذا کا دارومدار نباتات اور جانوروں پر ہے، اسی طرح دیگر جانداروں میں بعض سبزی خور اور بعض گوشت خور ہوتے ہیں۔

خوردبینی جاندار مثلاً بیکٹیریا وغیرہ ہماری زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ صحت مند بیکٹیریا یا جانداروں کے لئے مفید ہوتے ہیں۔

۳۔نامیاتی وغیرنامیاتی وسائل کا مجموعہ Collection of organic & Inorganic resources

ہماری زمین سبھی نامیاتی اور غیرنامیاتی وسائل کی آماج گاہ ہے۔اس سے پانی، معدنیات، رکازات، مختلف اقسام کے ایندھن اور پودے وغیرہ حاصل کئے جاتے ہیں۔

اختتام پذیر اور غیر اختتام پذیر وسائل Exhaustible & Non-Exhaustible resources

وسائل میں بعض ایسے بھی ہیں جو ایک مرتبہ استعمال کئے جانے کے بعد دوبارہ قابل استعمال نہیں ہوتے بلکہ قریب الختم ہوتے ہیں۔جبکہ بعض وسائل استعمال کے بعد بھی دوبارہ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔بعض وسائل ایسے بھی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔اختتام پذیری اور غیر اختتام پذیری کی بنیاد پر وسائل کی دوقسمیں کی گئی ہے۔

ا۔اختتام پذیر وسائل: اس کی دوقسمیں کی گئی ہیں۔

الف۔اختتام پذیر قابل تجدیدوسائل

یہ وہ وسائل ہیں جو پوری طرح ختم نہیں ہوتے بلکہ ان کی جگہ دوسرے وسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔مثلاً زمین، پانی، پودے، جانور، جنگل اور جنگلی زندگی، جنگل کی کٹائی، زمینی سطح کی بربادی وغیرہ۔زمین کا ایک حصہ اگر کسی وجہ سے برباد ہوجائے تو دوسری جگہ میسر ہوسکتی ہے۔اسی طرح پانی کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ اس کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ پودوں کی کٹائی کے بعد وہاں دوسرے پودے اگائے جاسکتے ہیں۔یہی حال جانوروں کا ہے ان کی نسلیں ختم نہیں ہوتیں۔

ب۔اختتام پذیر ناقابل تجدید وسائل:

یہ وہ وسائل ہیں جو ایک مرتبہ استعمال کے بعد ان کی حالت تبدیل ہوجاتی ہے اور یہ دوبارہ استعمال کے لائق نہیں رہتے مثلاً ایندھن، کوئلہ، پٹرولیم اور کئی معدنیات جل کر ختم ہوجاتے ہیں۔

۲۔غیر اختتام پذیر وسائل

ہوا ایک ایسا وسیلہ ہے جو استعمال کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔یہ ختم نہیں ہوتی۔ قدرت نے اسے زندہ اجسام کے لئے لازمی عنصر قرار دیا ہے۔جس کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔اسی لئے اس کی حفاظت کرنی چاہے یہ غیر اختتام پذیری ذی روح اجسام کے لئے عطیہ خداوندی سے کم نہیں۔

وسائل کی روایتی درجہ بندی

ا۔حیاتی وسائل: تمام زندہ اجسام حیاتی وسائل کے زمرہ میں شامل ہیں۔جن میں بشمول انسان، جانور، پرندونباتات وغیرہ۔اسی طرح آبی جانور و پودے بھی شامل ہیں۔خوردبینی اجسام مثلاً بیکٹیریا، وائرس وغیرہ بھی حیاتی وسائل میں سے ہیں۔

۲۔غیر حیاتی وسائل: مٹی، پتھر، ہوا، پانی، سورج کی روشنی، معدنیات، رکازاتی ایندھن اور قدرتی گیس غیر حیاتی وسائل ہیں۔

(جاری)

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	36/-
چمن اسلام اول	30/-
چمن اسلام دوم	36/-
چمن اسلام سوم	40/-
چمن اسلام چہارم	40/-
چمن اسلام پنجم	50/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	232/-

مدیر جریدہ ترجمان ابن احمد نقوی کے انتقال پر اہم شخصیات کے تعزیتی خطوط

(۱)

عالی مقام امیر محترم! زید مجدکم   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ بزرگ وار محترم اطہر نقوی صاحب کی وفات کی خبر سے دلی صدمہ پہنچا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اگر چہ عمر طبعی کو پہنچ چکے تھے، پھر بھی ان کا دم جماعت کے لئے بالخصوص بسا غنیمت تھا۔

جو بادہ خوار پرانے تھے اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

موصوف ایک پورے عصر کی تصویر اور معاصر نسل کے نباض اور رہنما تھے، اپنی تحریروں کے ذریعہ جماعت وملت کی بروقت رہنمائی کا فریضہ تاحیات انجام دیتے رہے۔ موصوف ایک بزرگ علمی خاندان کے چشم وچراغ تھے، ہم سب کے بزرگ اور مخلص وخیر خواہ تھے، اللہ ارحم الراحمین سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنی رحمتوں کے سائے میں رکھے، ان کی خدمات کو قبول فرمائے، ان کی کوتاہیوں کو معاف فرمائے، اور جنت میں ان کے درجات بلند فرمائے، اور آپ تمام وابستگان اور مرحوم کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

(غمزدہ: محفوظ الرحمٰن فیضی، مئوناتھ بھنجن، ۸/ مئی ۲۰۲۴ء)

(۲)

مکرم ومحترم جناب مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب/ زیدت معالیکم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے جاری کردہ اخباری بیان سے معلوم ہوا کہ ہم سبھوں کے بزرگ جید عالم دین، معتبر صحافی، قابل قدر شاعر وادیب اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے آرگن جریدہ ترجمان کے فاضل مدیر جناب مولانا عبدالقدوس اطہر نقوی انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

ان کی موت دنیائے علم وتحقیق اور بزم انسانیت کا ایک ناقابل تلافی خسارہ ہے۔ انہوں نے ایک بھرپور علمی ودعوتی اور مثالی صحافتی زندگی گزاری۔ علم ودانش میں اس قدر پختگی تھی کہ جب قلم اٹھاتے تو اس کا حق ادا کردیتے اور جب زبان کھولتے تو پوری مجلس ان کو خاموش ہو کر سنتی تھی۔ کسی بھی الجھے ہوئے اور لاینحل مسئلہ میں آپ کی رائے حرف آخر ثابت ہوتی تھی۔ آپ کے علم وحلم، تقوی وتدبر اور سادگی واخلاص کی وجہ سے تمام لوگوں کی نگاہوں میں آپ کی بڑی قدر ومنزلت تھی۔ غیرت وخودداری اس قدر تھی کہ فقیرانہ زندگی گزاردی۔ حقیقت میں وہ سلف صالحین کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ انہوں نے اپنے بیکراں علم کو شہرت وجاہ طلبی کا ذریعہ نہیں بنایا۔

گرد شہرت کو بھی دامن سے لپٹنے نہ دیا
کوئی احسان زمانے کا اٹھایا ہی نہیں

رب کریم ان کے ساتھ رحمت ورضوان کا معاملہ فرمائے۔ جماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین والسلام

(محمد علی سلفی، نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند وامیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار 10/6/2024)

(۳)

گرامی قدر سماحۃ الشیخ حضرت العلام شیخ اصغر علی امام مہدی السلفی صاحب حفظہ اللہ وتولاہ، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

افسوس صد افسوس کہ برصغیر کے بلند پایہ علمی خانوادے کے چشم وچراغ، بلند پایہ عالم دین سید مولانا عبدالقدوس اطہر نقوی رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پندرہ روزہ ترجمان میں آں محترم کے پرمغز تفصیلی اداریہ سے معلوم ہوئی۔

ایک روشن دماغ تھا نہ رہا   شہر میں ایک چراغ تھا نہ رہا

قانون فطرت کے اصول سے کسی ذی روح کو چھٹکارا نہیں ہے سب کو ہی موت کا مزہ چکھنا ہے لیکن بعض اموات ایسی ہوتی ہیں جو سارے عالم کو ششدر، حیران وغمزدہ کرجاتی ہیں، ایسے ہی سید عبدالقدوس اطہر نقوی رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال ہے۔ آں جناب سلفیان ہند کی بزرگ ترین شخصیت، معروف ادیب وقلمکار میدان صحافت کے عظیم شہسوار، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب امیر اور جریدہ ترجمان کے مدیر تھے۔ ملک وملت اور جمعیت وجماعت کے اہم ستون تھے، سادگی اور سادہ مزاجی میں مثالی تھے، شریف النفس، متواضع، بردبار، نہایت سنجیدہ، منکسر المزاج اور نرم خصلت کے مالک تھے۔ آپ کے قلب وجگر میں اسلام اور ملت اسلامیہ کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

آپ کی نگارشات بے لاگ وبے داغ ہوتی تھی اردو، انگریزی اور فارسی کی نظم ونثر میں یکساں خامہ فرسائی اور گوہر باری کرتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ اردو فارسی زبان ان کے گھر کی لونڈی تھی۔ کسی بھی موضوع، شخصیت اور کتابوں پر برجستہ تبصرہ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

آپ کی رحلت سے جمعیت وجماعت کا بالخصوص اور مسلمانوں کا بالعموم ناقابل تلافی نقصان ہوا۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ ہم سب اس کی مشیت اور فیصلہ کے تابع ہیں، اسی سے التجا کرتے ہیں کہ ان کا نعم البدل عطا فرمائے، نیز اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ موصوف نقوی رحمہ اللہ کو آخرت میں بلند درجات سے نوازے، لغزشوں سے درگزر کرے اور ان کے اعمال صالحہ کو قبول اور ان کے جملہ متعلقین کو صبر وسلوان عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ (شریک غم: محمد شمس الحق عبدالحق سلفی، نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ 2/6/2024)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیراہتمام اپنی نوعیت کا منفرد

بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

بتاریخ
3-4/اگست
2024ء ہفتہ، اتوار
بوقت: ۸ بجے صبح تا ۹ بجے شب
ان شاء اللہ

بمقام **اہل حدیث کمپلیکس**
D-254 ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر اوکھلا، نئی دہلی - ۲۵

رجسٹریشن کی آخری تاریخ
28/ جولائی 2024ء

ضروری معلومات نیز فارم حاصل کرنے کے لیے فوراً رابطہ قائم کریں: مسابقۂ تجوید وحفظ وتفسیر قرآن کریم کمیٹی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد دہلی - ۶، فون: 23273407، موبائل: 8744033926, 9213172981
مسابقہ فارم جمعیت کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org سے بھی ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔

اغراض ومقاصد

☆ مسلمانوں کو زندگی کے تمام امور میں قرآنی تعلیمات پرعمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا ☆ قرآن کریم کی تلاوت، تجوید وحفظ، اس کے معانی وتفسیر پر فکر وتدبر میں دلچسپی پیدا کرنا ☆ مسلمان بچوں میں قرآن کریم کی تلاوت وحفظ کا شوق پیدا کرنا ☆ امت کو کتاب الٰہی سے وابستہ کرکے دنیا وآخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار کرنا ☆ حفاظ وقراء کی حوصلہ افزائی نیز مدارس میں فن تجوید پر مزید توجہ کی راہ ہموار کرنا ☆ ہزاروں روپے کے نقد انعامات ☆ حوصلہ افزائی کے لیے متعدد ومختلف النوع انعامات امتاز حفاظ وقراء کے لیے بین الاقوامی مقابلہ قرآن میں نامزدگی کا امکان ☆ ملک بھر میں ۲۵ سال سے کم عمر کے حفاظ وقراء وطلباء کے لیے نادر ونایاب موقعہ۔

مقابلے کے زمرے

اول: حفظ قرآن کریم کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید قرأت

دوم: حفظ قرآن کریم بیس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت

سوم: حفظ قرآن کریم دس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت

چہارم: حفظِ قرآن کریم پانچ پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت

پنجم: ناظرہ تلاوت قرآن کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت

ششم: سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق کے ترجمے اور تفسیر کا تحریری امتحان

☆ ترجمہ وتفسیر (سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق) کا تحریری امتحان بتاریخ ۳/ اگست ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوگا اور اس کا پرچہ سوالات مصحف مطبوع مجمع الملک فہد ۱۴۱۷ھ ترجمہ مولانا جوناگڑھیؒ کی روشنی میں تیار کیا جائے گا۔ ☆ ان شاء اللہ نقد انعامات کے علاوہ دیگر انعامات بھی دیئے جائیں گے، نیز دیگر شرکاء کے لیے بھی کچھ تشجیعی انعامات ہوں گے۔

اہم وضاحت

☆ زمرہ اول ودوم وسوم وچہارم امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید وقرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأتِ سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ ایک قاری کو صرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔ ☆ اگر کسی زمرے کے لیے پانچ سے کم امیدوار اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی پہنچے تو مرکزی جمعیت اس زمرے کا مقابلہ منعقد کرنے سے معذور ہوگی۔

شرائط شرکت مسابقہ

❶ مقابلہ میں شرکت کی درخواست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقررہ فارم پر دی جائے گی۔ ناگزیر حالات میں رجسٹریشن کے لئے سادہ کاغذ پر بھی درخواست دی جا سکتی ہے، اور بذریعہ فون بھی رجسٹریشن ممکن ہے البتہ مسابقہ شروع ہونے سے پہلے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے مطبوعہ فارم حاصل کر کے پر کرنا ضروری ہے ❷ شرکت کے متمنی قاری کی عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو ❸ امیدوار کا شمار ملک کے مشہور پیشہ ور قراء میں نہ ہوتا ہو۔ ❹ اس سے پہلے وہ کسی بین الاقوامی مقابلۂ حفظ وقرأت میں حصہ نہ لے چکا ہو ❺ مرکزی جمعیت کے کسی مقابلے کے شریک قاری کو اس زمرے میں یا اس سے زیریں زمرے میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی جس میں وہ پہلے بھی حصہ لے چکا ہو۔ ❻ مقابلے میں شرکت کی مکمل درخواست، انعقاد مقابلہ سے پانچ روز قبل دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو موصول ہونا لازمی ہے بصورت دیگر درخواست رد کردی جائے گی ❼ حفظ قرآن اور تجوید واحکام کی قابل قبول سند یا تصدیق نامہ کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ منسلک ہو اور اصل اپنے ساتھ لائے۔ ❽ مقابلے میں شرکت کی نامزدگی کسی دینی تعلیمی ادارے یا معروف مسلم تنظیم کی جانب سے ہونی چاہیے۔ ❾ اصولِ تجوید وقرأت سے ناواقف امیدوار کو مقابلے سے خارج کردیا جائے گا ☆ حفظ کررہے طلبہ کو زمرہ پنجم (ناظرہ قرآن مکمل) میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی۔

نوٹ: آمد ورفت کے اخراجات بذمہ امیدوار ہوں گے۔ قیام وطعام کا انتظام مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جانب سے ہوگا۔

عید قرباں کے مبارک موقع پر

اپنے سب سے بڑے متحدہ مرکز

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو اپنا تعاون ضرور پیش کریں۔

مرکزی جمعیت کے جملہ شعبہ جات الحمدللہ اپنی اپنی جگہ فعالیت کا مظاہرہ کررہے ہیں۔تعمیراتی عزائم کی تکمیل بھی ہورہی ہے۔دینی واصلاحی کتابوں کے نشرواشاعت میں زبردست پیش رفت جاری ہے۔غرضیکہ تمام شعبے بحسن وخوبی اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں،لیکن ان تمام کی فعالیت وسرگرمی کو تیز کرنے میں آپ حضرات کے مالی تعاون کا کردار بھی کم اہم نہیں رہاہے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی تعمیراتی ودیگر سرگرمیوں کی تکمیل کے لئے مساجد کے ائمہ وخطباء حضرات سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے مرکزی جمعیت کے لئے تعاون جمع کرکے ممنون ومشکورہوں اورمرکز کے ان عظیم کارہائے خیر میں کچھ نہ کچھ ہی سہی،ضرورحصہ لیں۔

تمام محسنین واہل خیراور جماعتی ہمدردی رکھنے والے حضرات سے پرخلوص گزارش ہے کہ قربانی کے مبارک موقع پراپنا ایثاروجذبہ اور چرم قربانی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہندکودیناہرگز نہ بھولیں۔جہاں کہیں بھی قربانی کریں جمعیت کو یادرکھیں۔مرکزی جمعیت کے استحکام کے لیے اپناتعاون چیک یاڈرافٹ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نام سے بنوائیں اورامن وقانون اورصفائی ستھرائی کے تقاضوں کاخیال رکھیں۔

آپ کے بھرپور مالی تعاون کی منتظر

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند4116،اردوبازار،جامع مسجد،دہلی۔٦ Ph. 23273407